حیات

سیّد سہیلی سرکارؒ

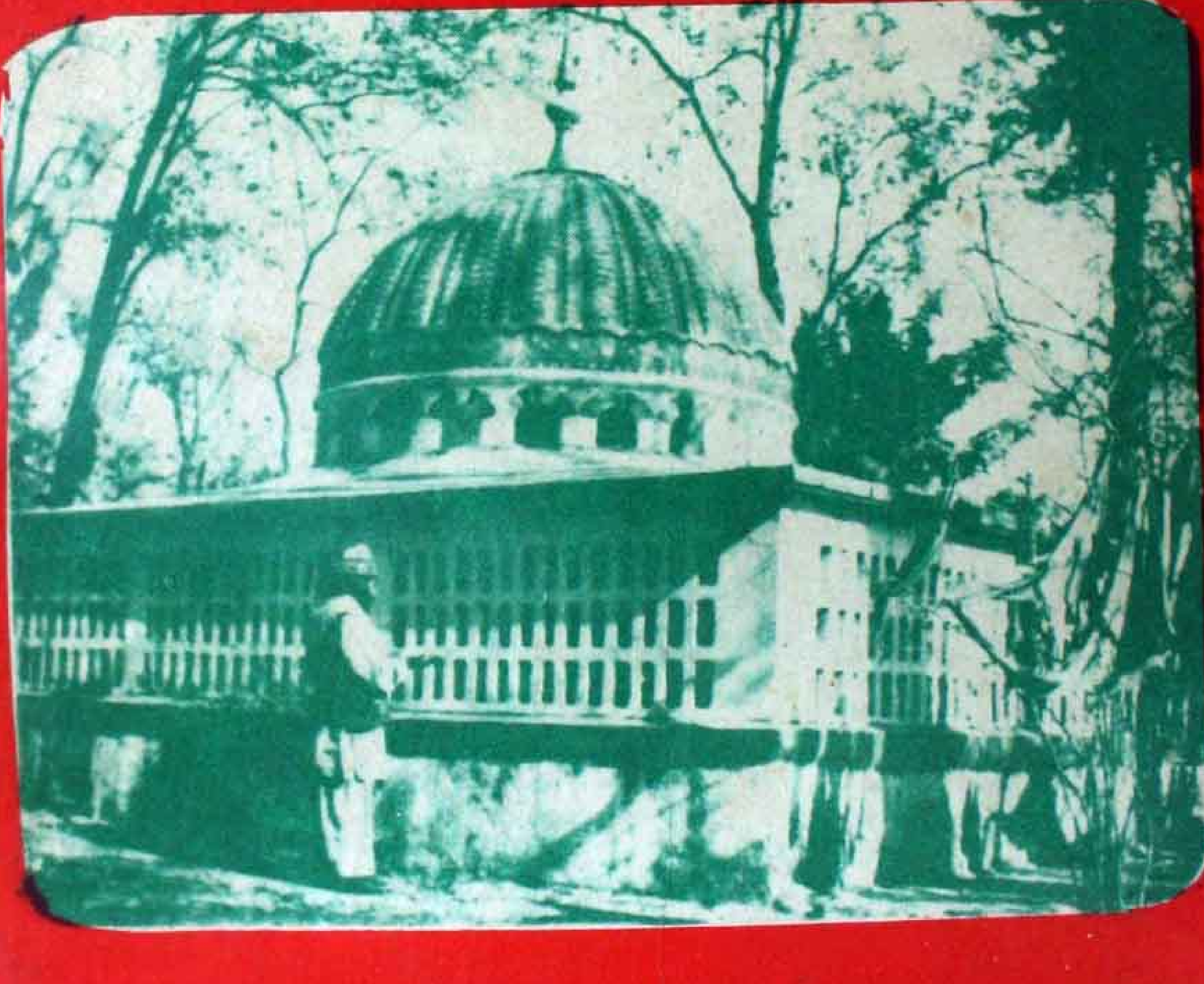

حیات

سید سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

نگرانیٔ اعلیٰ

راجہ محمد الطاف خان کیانی

مصنّف

سید محمود آزاد

نظامت اوقاف آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر مظفرآباد

ہدیہ پانچ روپے

marfat.com

فہرست عنوانات

عنوانات	صفحہ
۱ ۔ حضرت سہیلی سرکار کے عہد کا مظفر آباد	۹
۲ ۔ حضرت سہیلی سرکار کے خاندانی حالات	۱۲
۳ ۔ حضرت سہیلی سرکار کی سفری داستان	۱۶
۴ ۔ حضرت سہیلی سرکار کا مانسہرہ میں قیام	۲۳
۵ ۔ حضرت سہیلی سرکار کی مظفر آباد کی طرف روانگی	۳۳
۶ حضرت سہیلی سرکار کی مظفر آباد میں آمد و قیام	۳۸
۷ حضرت سہیلی سرکار کی رحلت اور آخری آرام گاہ	۵۰
۸ حضرت سہیلی سرکار کا مزار محکمہ اوقاف کی زیر نگرانی	۵۴
۹ حضرت سہیلی سرکار کا عرس مبارک	۵۵

راجہ محمد الطاف خان کیانی ناظم اعلیٰ اوقاف نے ایس ٹی پرنٹرز گوالمنڈی راولپنڈی سے چھپوا کر مظفر آباد سے شائع کیا

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

حضرت سہیلی سرکارؒ کا سوانحی خاکہ سب سے پہلے سہ ماہی انوار الاولیاء ۱۹۸۳ء میں چھپا اور اس کے بعد اس کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہوا جو بفضلہ تعالیٰ ملک کے علمی حلقوں میں اور بالخصوص حضرت سید سہیلی سرکارؒ کے عقیدت مندوں میں بہت مقبول ہوا، پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری تحقیقات پر کسی بھی حلقے سے کوئی اعتراض وارد نہیں ہوا۔

ہم نے حتی المقدور کوشش کی کہ اس خاکے کا ابتدائی حصہ تشنہ نہ رہے۔ اس بارے میں دور دور تک علمی حلقوں اور حضرت سید سہیلی سرکار کے عقیدت مندوں سے رابطہ قائم کیا گیا تاکہ ہمیں حضرت والا کے آباؤ اجداد کے حالات تفصیل سے معلوم ہو جائیں لیکن افسوس! کہ بات آگے نہ بڑھ سکی۔ ان کے سالانہ عرس مبارک کا وقت نزدیک آ رہا ہے اس وجہ سے وہی واقعات جو پہلے دو ایڈیشنوں میں چھپ چکے ہیں۔ اب تیسرا ایڈیشن سہ ماہی انوار الاولیاء کے ٹائیٹل سے الگ کر کے مکمل کتابی صورت میں ہدیۂ قارئین ہے۔ ہم پُر امید ہیں کہ ملک کے کسی نہ کسی گوشہ سے سہیلی سرکارؒ کے خاندانی حالات مکمل طور پر دستیاب ہوں گے اور یہ کمی جسے آپ اس وقت محسوس کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ تائید غیبی سے پوری کرے گا۔ محکمہ اوقاف آزاد کشمیر کے زیر اہتمام جو مجلس تحقیق و تصنیف قائم ہے اس کا بنیادی مقصد ہی یہی ہے کہ ان بزرگانِ دین کے حالاتِ زندگی پوری تحقیق و جستجو اور خلوص و لگن کے ساتھ مرتب کر کے علمی حلقوں میں پیش کی جائیں۔ پورے آزاد کشمیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سرکاری سرپرستی میں کام کرنے والا یہ پہلا ادارہ ہے جس نے اولیاء اللہ کے حالات کتابی صورت میں پیش کئے ہیں اور محکمہ اوقاف

marfat.com

کی تحویل میں جس قدر اولیاء اللہ کے مزارات ہیں ان کی حالات کے تدوین بھی جاری ہے ۔

اس وقت تک مجلس تحقیق و تصنیف کے تحت جو کتابیں چھپ چکی ہیں ۔ ان میں سیف الملوک ، ہدایت المسلمین ، تحفہ رسولیہ ، شیخ صنعان ، حضرت میاں محمد بخش رح کی معروف کتابیں تھیں جن کی طرف مجلس نے توجہ دی ۔ ان نادر الوجود کتب کے علاوہ مجلس کے زیر اہتمام حیات حضرت پیر جنید شاہ صاحب رح ، حیات حضرت پیر شاہ غازی رح ، حیات حضرت پیر سید علی شاہ رح اور حیات حضرت سہیلی سرکار رح بھی منظر عام پر آ چکی ہیں ۔

دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس علمی ادارے کو قائم رکھے اور ہمیں توفیق دے کہ جن بزرگان عظام کے حالات گوشہ گمنامی میں ہیں ہم انہیں بھی کتابی صورت میں منظر عام پر لا سکیں ۔

۱۱ دسمبر ۱۹۸۴ء سید محمود آزاد

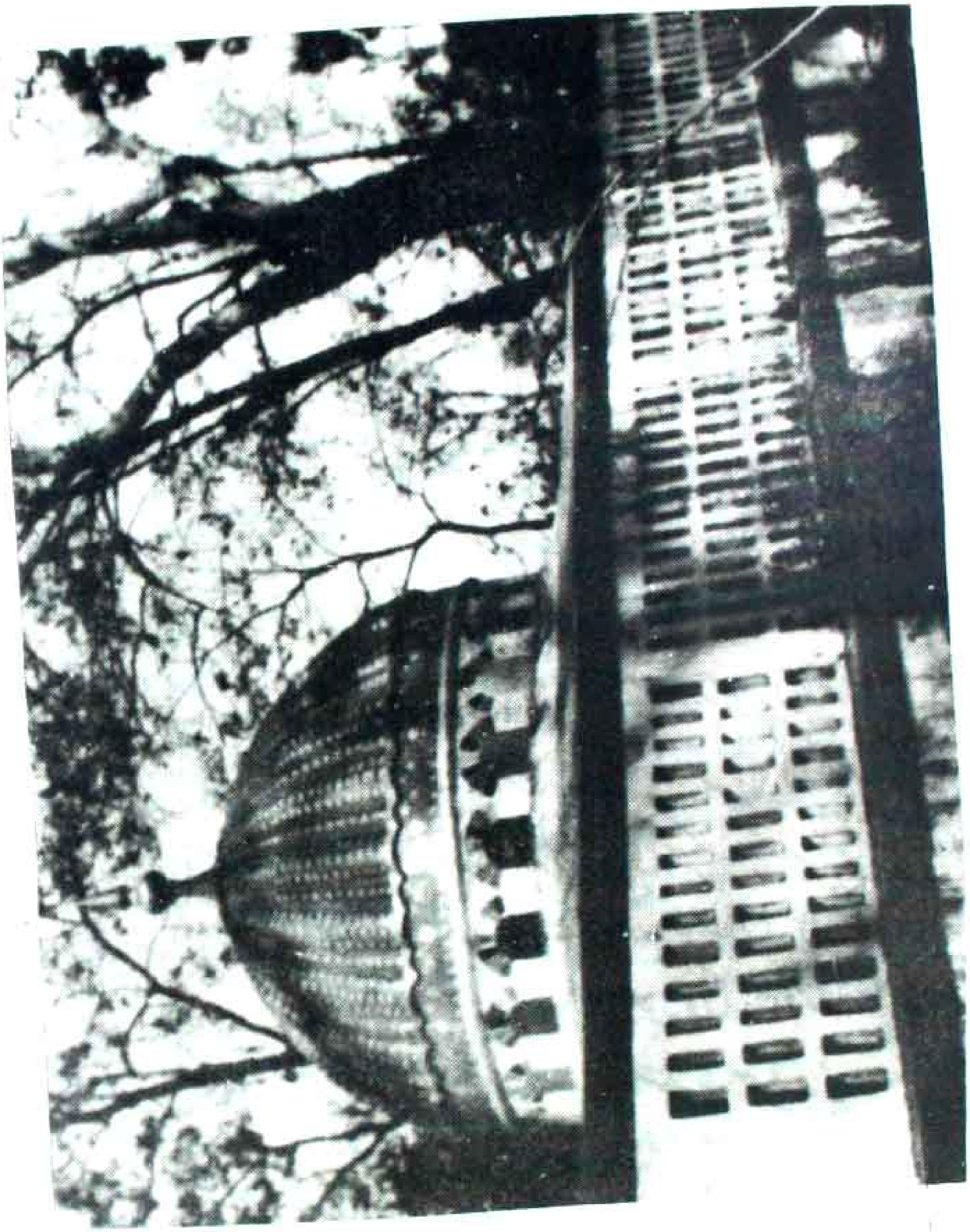

حضرت سید سہیلی سرکار کا مقبرہ اقدس

marfatcom

حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

سید محمود آزاد
سیکرٹری مجلس تحقیق و تصنیف محکمہ اوقاف
آزاد کشمیر مظفر آباد

حضرت سید سائیں سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کو آزاد کشمیر کے دارالحکومت مظفر آباد میں بالکل وہی حیثیت حاصل ہے جو لاہور میں داتا دربار کو یا اسلام آباد و راولپنڈی میں حضرت سید بری شاہ لطیف رحمۃ اللہ کے مزار مقدس کو حاصل ہے۔

جس طرح ان مزارات مقدسہ پر رات دن زائرین کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ اسی طرح حضرت سید سائیں سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ عالیہ بھی رات دن مرجع خاص و عام رہتا ہے، اور ہر سال ۱۳ رجنوری کو جب عرس مبارک کی تقاریب کا آغاز ہوتا ہے تو ۲۰ رجنوری تک دربار عالیہ کے قرب و جوار میں زائرین کا ایک شہر آباد ہو جاتا ہے۔ اور شدید سردی ہونے کے باوجود آزاد کشمیر اور پاکستان کے گوشے گوشے سے عقیدت مند نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے حاضری دیتے ہیں۔ پاکستان کے اکثر شہروں کے لوگ یہاں اپنے سٹال لگاتے ہیں اور دور دور سے لوگ گوہر مراد حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔

حضرت سید سائیں سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک سول سیکرٹریٹ کے قریب گورنمنٹ ریسٹ ہاؤس کے متصل ایک گوشے میں ایک چھوٹے سے برساتی نالے کے کنارے گذشتہ ایک سو سال سے ایک عظیم روحانی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ جہاں بڑے بڑے کجکلاہ احترام سے گردن جھکاتے ہیں۔ اس مزار مقدس کے سامنے سے دریائے نیلم بل کھاتا ہوا گذرتا ہے۔ مگر اس ولی کامل

کے احترام میں یہاں اس کی تند و پر شور اور سرکش موجیں بھی سکوت اختیار کر لیتی ہیں

مظفر آباد موجودہ وقت مظفر آباد کے جس گوشے میں حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ آسودہ خواب ہیں، یہ گوشہ اپنے پیچھے بڑی طویل اور پُر پیچ اور تابناک تاریخ رکھتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے غیر ملکی فاتحین کے لشکر کشمیر کی فتح کے لئے آگے بڑھتے رہے۔ اس گوشے پر غزنویوں، مغلوں، افغانوں اور سکھوں کے لشکروں نے پڑاؤ کیا کیونکہ دریائے نیلم پر پل کے آثار بتاتے ہیں کہ ریاست کشمیر میں داخل ہونے والا قدیم راستہ یہی تھا اور باہر سے جس قدر بھی حملہ آور اس سمت سے آتے تھے۔ اس حصہ میں خیمے لگاتے تھے۔ جہاں آزاد کشمیر کا موجودہ سیکریٹریٹ ہے۔ اور جب یہ مقام لشکر گاہ بنتا تھا تو جلال آباد گارڈن تک خیمے ہی خیمے ہوتے تھے۔ اور یہاں سستانے اور آرام کرنے کے بعد فاتحین کشمیر کی وادی کی طرف یلغار کیا کرتے تھے

اکبر نامہ، شاہجہان نامہ، تزک جہانگیری، سیرۃ المتاخرین، اور دیگر معاشرتی تاریخوں کے حوالے سے اندازہ ہوتا ہے کہ دریائے نیلم کو ہمیشہ حملہ آوروں نے اسی مقام سے عبور کیا اور یہی جگہ مظفر آباد کا مرکز تھا۔ جہاں باہر سے تجارتی سامان آتا تھا اور خچروں کے ذریعہ دور افتادہ مقامات تک پہنچتا تھا۔ موجودہ وقت اس پورے ضلع کا نام مظفر آباد ہے۔ مگر حقیقتاً "مظفر آباد" اسی قطعہ کا نام تھا۔ مظفر آباد کا شہر آباد ہے۔ جہاں موجودہ وقت جلال آباد کا گارڈن ہے۔ اور اس کی حدود اسی حصہ کے قرب وجوار تک تھیں۔ اور جہاں اب مظفر آباد کا شہر آباد ہے اس جگہ کو جکڑی کہتے تھے۔ جہاں لوگوں کے مال مویشی چرا بھرا کرتے تھے۔ مظفر آباد کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی دنیا کے کسی حصے کی ہو سکتی ہے۔ جس طرح دنیا کے بیشتر حصوں پر ہزاروں دفعہ آبادیاں قائم ہو کر استبدادِ زمانہ کے ہاتھوں پیوندِ خاک ہوئیں۔ قدرت کاملہ نے اس سرزمین پر بھی یہ عمل دہرایا ہے۔ اور اس کا زندہ ثبوت مٹی کے برتنوں کی وہ ٹھیکریاں ہیں جو جا بجا بکھری ہوئی ہیں۔ اور جن کے مشاہدے سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ

marfat.com

پرانے زمانے میں یہاں آبادیاں قائم ہو کر مٹتی رہی ہیں اور ہم سے پہلے گذرنے والے انسان ان ٹھیکریوں کی صورت میں ہمارے لئے اپنی تاریخ کے اوراق چھوڑ گئے ہیں۔

جس مقام پر آج ہمارے اعلیٰ حکام کے بنگلے ہیں، مظفرآباد اسی قطعہ کا نام تھا۔ اور اس گاؤں کو آباد کرنے والا بمبہ راجہ مظفر خان تھا جو ان نواحات میں حکمران کی حیثیت رکھتا تھا۔ پرانی عمر کے لوگوں میں راجہ مظفر خان کے بارے میں جو روایات موجود ہیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ راجہ مظفر خان کا قلعہ نما مکان جلال آباد گارڈن کے بالائی حصہ میں اس مقام پر واقع تھا جہاں حال ہی میں آزاد کشمیر ریڈیو کا نیا ٹرانسمیٹر تعمیر ہوا ہے۔

راجہ مظفر خان کے خاندان کے پاس جو دستاویزیں موجود ہیں، ان کے مطابق بمبہ خاندان کے اس نامور راجہ مظفر خان کے دوسرے بھائی راجہ احمد علی راجہ شیر احمد خان، راجہ سلطان خان، راجہ آدم خان اور راجہ جلال خان تھے مگر مرکزی قیادت راجہ مظفر خان کے پاس تھی، اور بقیہ بھائی راجہ مظفر خان کے ماتحت تھے۔ راجہ سلطان خان کھوڑی کے علاقہ کا راجہ تھا۔ راجہ آدم خان کو گوٹھ کا علاقہ ملا تھا۔ اور گبرا اور کرناہ تک کے علاقے اسی راجہ کے ماتحت تھے راجہ احمد خان اور راجہ شیر خان بھی مظفرآباد کے نواحی دیہات پر حکمران تھے۔ راجہ مظفر خان نے راجہ جلال خان کو اپنی مدد کے لئے ساتھ ہی رکھا ہوا تھا۔ اور اس کا مکان جلال آباد گارڈن کے بالائی حصہ میں ڈھلوان پر تھا۔ اور جلال آباد گارڈن میں جہاں اب چاہ دل طرف جدید طرز کے بنگلے بن گئے ہیں، راجہ مظفر خان کا خاندانی قبرستان تھا۔

مظفرآباد کی قدیم تاریخ کے اوراق کشمیر کی تاریخ کے ساتھ وابستہ اور پیوستہ ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ کشمیر کی تاریخ میں اس علاقہ کے حالات بہت مجمل ملتے ہیں، صرف اتنا ہی ملتا ہے کہ اس درے کی طرف سے کشمیر پر حملے

marfat.com

ہوتے رہے۔ اور ان پہاڑی علاقوں میں آبادی بہت کم تھی مغل عہد میں یہاں کھکھہ اور بمبہ قبائل کی آبادی تھی جو ہمیشہ آپس میں لڑتے بھڑتے رہتے تھے۔ افغان عہد تک مظفر آباد کے ایک حصہ پر بمبہ راجے متصرف تھے اور دوسرے حصے پر کھکھوں کی حکمرانی تھی اور اس عرصہ میں دوسرے قبائل بھی اکا دکا آباد ہو چکے تھے۔

جب کشمیر پر سکھوں کی حکومت قائم ہوئی تو مظفر آباد کے بمبہ خاندان کو نیست و نابود کرنے کے لئے سکھوں نے پے در پے یلغاریں کیں مگر ہر دفعہ سکھ فوجوں کو بمبوں اور کھکھوں کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانی پڑی کیونکہ باہمی اختلافات کے باوجود سکھوں کے مقابلہ میں دونوں قبیلے متحد ہو جاتے تھے۔ یہ کیفیت ۱۸۱۹ء سے لے کر ۱۸۴۶ء تک بدستور جاری رہی۔ چنانچہ ۱۸۴۶ء میں جب معاہدہ امرتسر کے تحت کشمیر پر ڈوگرہ راجہ گلاب سنگھ نے قبضہ کیا تو مظفر آباد کے بمبہ اور کھکھہ راجے اگرچہ سیاسی طور پر کمزور اور منتشر ہو چکے تھے مگر اس کے باوجود ان کی خاندانی حیثیت برقرار رہی کیونکہ دونوں خاندانوں کو ڈوگرہ راجہ نے معمولی معمولی جاگیریں دے کر اپنا مطیع بنا لیا تھا اور انہوں نے بھی اپنی کمزوری کے سبب وسیع تر شورشوں اور بغاوتوں سے دست کشی اختیار کر لی تھی۔

حضرت سہیلی سرکارؒ کے عہد کا مظفر آباد

حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی مظفر آباد میں آمد ۱۸۹۰ء کے لگ بھگ ہوئی اور ایک روایت کے مطابق مظفر آباد تشریف لانے کے بعد آپ دس سال تک بقید حیات رہے اور ۱۹۰۰ء میں انہوں نے اس جہان ناپائیدار سے رحلت فرمائی۔ حضرت سید سہیلی سرکارؒ کے عہد کا مظفر آباد کیا تھا؟ اس کا حدود اربعہ کیا تھا؟ اس کی آبادی کہاں تک تھی؟ ان تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے ہمیں مجبوراً روایات ہی کا سہارا

لینا پڑتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس عہد کے بعض طویل العمر بزرگ موجود ہیں جو اس عہد کی معاشرتی، معاشی، تمدنی اور سیاسی زندگی کا خاکہ مرتب کرنے میں ہماری معاونت کرتے ہیں۔

راجہ علی عمر خان سکنہ چکوٹھی کی عمر اس وقت پونے دو سو سال ہے۔ وہ بقائمی ہوش و حواس ہیں اور چلتے پھرتے ہیں۔ ان کا حافظہ حیران کن حد تک ہے۔ وہ اپنے عہد کی ساری باتیں سلسلہ وار بتاتے ہیں اور ان کی گفتگو میں مبالغہ بھی نہیں ہوتا۔ انہوں نے ایک ملاقات میں بتایا کہ ۱۸۹۵ء کے لگ بھگ جب میں نے مظفر آباد کے مقام پر حضرت سید سہیلی سرکارؒ کو دیکھا، اس وقت ان کی عمر پچاس سال کے قریب ہوئی ہوگی۔ سیکرٹریٹ کے قریب جس سڑک کے کنارے وہ بیٹھے رہتے تھے، یہ تجارتی قافلوں کے اترنے کی جگہ تھی۔

دومیل کے قریب اکا دکا ملاحوں کے گھر تھے۔ دومیل کے پُل سے ذرا اوپر آدھ فرلانگ کے فاصلہ پر کشتیوں کا پل تھا اور اسی طرح کا ایک پل دریائے نیلم پر اس جگہ تھا۔ جہاں نالہ دریائے نیلم میں جا گرتا ہے۔ راولپنڈی کی طرف سے براستہ مانسہرہ یہاں تجارتی سامان آتا تھا۔ تمام تجارتی قافلے نیلم کے اس کچے کشتیوں کے پل سے گذرتے تھے اور جہاں موجودہ وقت آزاد کشمیر کا صدارتی سیکرٹریٹ ہے، یہاں باقاعدہ منڈی لگتی تھی اور یہاں کی تمام تجارت حضرو، مانسہرہ، راولپنڈی اور کرّی کے ہندو تاجروں کے پاس تھی اور یہاں سے ضروریات زندگی لے لوگ دور دراز پہاڑی علاقوں میں جاتے تھے۔ راجہ علی عمر بتاتے ہیں کہ مظفر آباد کو پنجاب و ہزارہ سے ملانے والا یہی واحد راستہ تھا اور اس زمانے میں یہ راستہ گڑھی حبیب اللہ سے براہِ دُب گلی ہوتا تھا کیونکہ کوہالہ والی سڑک میرے سامنے تعمیر ہوئی ہے راجہ علی عمر نے بتایا کہ جب برطانوی حکومت کے تعاون سے ڈوگرہ مہاراجہ پرتاب سنگھ نے کوہالہ سے سرینگر تک پکی سڑک تعمیر کرانی شروع

marfat.com

کی تو اس پہاڑی علاقے کے تمام لوگوں کو جبراً پکڑ کر بیگار پہ لگایا گیا اور اس طرح جب یہ سڑک تیار ہو گئی تو راولپنڈی سے براہ راست بگھیاں اور بیل گاڑیاں تجارتی سامان لے کر مظفر آباد تک آنے لگیں۔ مگر مظفر آباد کی تجارتی منڈی بدستور یہی جگہ رہی۔ جہاں صدارتی سیکرٹریٹ ہے۔ البتہ سرینگر جانے والا تجارتی سامان براہ راست جانے لگا تھا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مظفر آباد کی آبادی بھی بڑھنے لگی اور جہاں مظفر آباد کا شہر اب ہے یہاں ابتدا میں کشمیری مزدوروں نے اپنے جھونپڑے تعمیر کئے جو یہاں باربرداری کا کام کرتے تھے اور ہندوؤں کی آبادی دریائے نیلم کے اس حصے میں تھی جہاں اب کلب، ملک اور لاریوں کا اڈہ وغیرہ ہے اور ان ہندوؤں کے مندر کے آثار اب تک گیلانی ہوٹل کے عقب میں موجود ہیں۔ مظفر آباد میں ہندو آبادی کا یہ واحد مندر تھا۔ اور یہاں کے تمام ہندو تجارت کی غرض سے باہر سے آئے تھے۔

راجہ علی عمر بتاتے ہیں کہ ان ہندو تاجروں نے سودی کاروبار کا جال پورے اس پہاڑی حصہ میں پھیلا رکھا تھا اور یہاں کے مسلمانوں میں نسوار کی عادت بھی ہندو تاجروں نے ہی ڈالی جو زیادہ تر حضرو کے رہنے والے تھے اور نسوار بھی حضرو سے لاکر مسلمانوں میں فروخت کرتے تھے۔ اور ان کے ایجنٹوں نے مظفر آباد کے دور دراز علاقوں میں بھی اپنے تجارتی مراکز قائم کر لیے تھے۔ مسلمان سال بھر ضروریات زندگی ان سے ادھار لیا کرتے تھے اور جب مسلمانوں کی فصل مکئی تیار ہوتی تھی تو یہ ہندو دوکاندار اپنے مقروضوں کی ساری مکئی سود میں ضبط کر کے دوبارہ سود پہ ہی انہیں کو دے دیا کرتے تھے اور یہ چکر اسی طرح چلا کرتا تھا۔ راجہ علی عمر اپنے زمانے کا ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ بھینس کی قیمت پندرہ روپے تھی گھی خالص آٹھ آنے (۵۰ پیسے) سیر فروخت ہوتا تھا۔ مکئی ایک روپے کی ۲۰ سیر ملتی تھی، چاول ایک روپے کے ۱۵ سیر ملتے تھے۔ گڑ ایک روپے

کا ۱۰ سیر ملا کرتا تھا۔ مصری اعلیٰ قسم، روپے کی چار سیر تک ملتی تھی۔ یہ تھی اس وقت کے مظفر آباد کی معاشی، تجارتی اور اقتصادی صورت حال۔ جب اس سرزمین پر حضرت سید سائیں سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے قدم رکھے۔

حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ کے خاندانی حالات

مظفر آباد کے ماضی پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے کے بعد اب ہم حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ کے خاندانی حالات اور سفری داستان کی طرف آتے ہیں تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ مردِ مست، خدا آگاہ اس سرزمین پر قدم رکھنے سے پہلے کن کن مقامات پر رہے اور ان کا آبائی وطن کونسا تھا۔ اور یہ کس خاندان کے چشم و چراغ تھے؟

حضرت سید سائیں سہیلی سرکار کے خاندانی حالات کا خاکہ بھی ہم روایات کی روشنی میں مرتب کرتے ہیں کیونکہ جس زمانے میں آپ مظفر آباد تشریف لائے یہاں نوشت و خواند کا بہت کم رواج تھا۔ وہ فنا فی اللہ اور مجذوب بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں روحانی قوت سے مالا مال کر رکھا تھا۔ لوگ آتے تھے دیدار کرتے تھے۔ حاجتمند حاجت بیان کرتے تھے اور وہ دعائے خیر کرتے تھے۔ اس اس زمانے میں ان کے خاندانی حالات کسی نے نہیں لکھے۔ البتہ مصدقہ روایات جو سینہ بہ سینہ چلی آتی ہیں ان کے مطابق آپ کا تعلق ملتان کے سادات سے تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد ملتان کی سکونت ترک کر کے گجرات چلے آئے اور آپ کی ولادت اور بچپن گجرات ہی میں گذرا۔ کیونکہ مظفر آباد میں آپ اپنے عقیدتمند مردوں کو "اڑیا" اور خواتین کو "سہیلی" کہتے تھے۔ اور اسی وجہ سے یہاں کے لوگوں نے انہی کے دو فقرے ان پر چسپاں کر کے ان کو سائیں اڑیا اور بعض نے سائیں سہیلی کہنا شروع کر دیا۔ مدتوں ان کے دو نام سائیں اڑیا اور سائیں سہیلی مشہور رہے۔ حالانکہ ان کا اصلی نام گرامی مصدقہ روایات کے مطابق سید شاہ ذوالفقار ہے بعض راوی ان کا نام سید غلام محمد شاہ بھی

marfat.com

بتاتے ہیں مگر روایات کا رجحان شاہ ذوالفقار کی طرف زیادہ ہے جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ آپ کا اسم گرامی سید شاہ ذوالفقار ہی تھا۔

کہا جاتا ہے کہ جب آپ پندرہ سولہ سال کے ہوئے تو آپ نے قرآن کریم ناظرہ اور دینی کتب اپنے والد سے پڑھ لیں تو آپ کے والد گجرات کی سکونت ترک کر کے سید کسری چلے آئے۔ سید کسری آکر حضرت والا نے مقامی اساتذہ سے دینی علوم کی تحصیل شروع کی۔ مگر آپ پر اکثر اوقات وجدانی کیفیت طاری رہنے لگی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس دنیا کی نیرنگیوں سے آپ کا کوئی سروکار نہیں بلکہ آپ کسی ان دیکھی دنیا کے مناظر میں کھوئے ہوئے ہیں۔

نمبردار حاجی سلیمان خان سکنہ ڈوڈیال تحصیل مانسہرہ، حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ کے خاص الخاص عقیدت مند ہیں۔ ان کی عمر اس وقت ۹۸ سال تک ہے۔ ان کے والد یوسف خان اس وقت حضرت والا کے عقیدت مندوں میں شامل ہوئے جب آپ مختلف مقامات پر چلہ کشی کرنے کے بعد مانسہرہ تشریف لائے تھے۔ یوسف خان مانسہرہ میں بھی ان کی خدمت میں حاضری دیتے رہے اور مظفر آباد بھی ان کے حضور آتے رہے۔

سلیمان خان اپنے والد کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ سید کسری کے مقام پر حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ ریاضت و مجاہدہ میں ایسے مصروف ہوئے کہ دنیاوی معاملات سے ان کا کوئی تعلق نہ رہا۔ اور یہ مختلف مقامات پر چلہ کشی کرنے کے بعد راولپنڈی تشریف لے آئے اور کچھ عرصہ راولپنڈی کے نواحات میں چلہ کشی کرتے رہے۔ اس وقت ان کی عمر ۱۸/۱۹ سال کے لگ بھگ تھی راولپنڈی میں تھوڑے دن گذارنے کے بعد بری پور تشریف لے آئے اور یہاں حضرت سید فتح حیدر شاہ کی نگرانی میں سلوک و طریقت کی منزلیں طے کرنی شروع کیں جن کا مزار مبارک ڈانیاں خشکی بری پور میں ہے۔

نمبردار سلیمان خان کے پاس حضرت اقدس کا جو شجرہ طریقت محفوظ

marfat.com

ہے اور جس کی تصدیق دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے۔ اس کے مطابق حضرت سید شاہ فتح حیدر رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید بودی شاہ کے مرید تھے۔ جن کا اصلی نام غالباً بدر الدین شاہ تھا اور جن کا مزار مبارک سلطان پور تنج کٹھ میں ہے۔ یہ بزرگ حضرت سید خاکی شاہ کے مرید تھے۔ جن کا مزار مبارک سہیون شریف سندھ میں ہے۔ یہ حضرت سید ستر علی شاہ کے مرید تھے اور ان کا مزار مبارک بھی سہیون شریف سندھ میں ہے۔ یہ حضرت سید اقرار علی شاہ کے مرید تھے جن کا مزار مبارک سہیون شریف سندھ میں ہے۔ یہ حضرت نانگا سلطان کے مرید تھے، جن کا مزار مبارک کراچی ہے۔ یہ حضرت شاہو شاہ کے مرید تھے۔ یہ حضرت گل بادشاہ کے مرید تھے، یہ حضرت پیر سید مردان شاہ کے مرید تھے۔ یہ حضرت سید مستان شاہ کے مرید تھے۔ یہ حضرت پیر سید خلیل احمد شاہ کے مرید تھے۔ یہ حضرت جتی رحمٰن بابا کے مرید تھے یہ حضرت سید زندہ علی شاہ کے مرید تھے، اور یہ حضرت سید داؤد شاہ حقانی کے مرید تھے جن کا مزار مبارک دان گلی تحصیل کہوٹہ میں ہے۔ حضرت سید داؤد شاہ حقانی حضرت سید نونہال نوری کے مرید تھے جن کا مزار مبارک بلوٹ شریف بہاولپور میں ہے۔ یہ حضرت سید عبدالوہاب زبدۃ الانبیاء کے مرید تھے جن کا مزار مبارک بلوٹ شریف بہاولپور میں ہے۔ یہ حضرت شاہ شہاب الدین چرم پوش کے مرید تھے جن کا مزار مبارک اوچ شریف بہاولپور میں ہے۔ یہ حضرت سید سرخ بیا بانی کے مرید تھے جن کا مزار مبارک اوچ شریف ہے (غالباً جلال الدین سرخ بخاری) یہ حضرت امیر شیر شاہ قطب کمال شاہ کے مرید تھے۔ ان کا مزار مبارک بھی اوچ شریف میں ہے۔ یہ حضرت سید نور ننگے شاہ کے مرید تھے۔ یہ حضرت سید سرخ ابدال کے مرید تھے۔ یہ حضرت سید کامل شاہ کے مرید تھے یہ حضرت سوختہ درویش کے مرید تھے یہ حضرت سید سلطان علی شاہ کے مرید تھے۔ یہ حضرت عباس علی شاہ کے

marfat.com

مقبرہ حضرت [illegible]

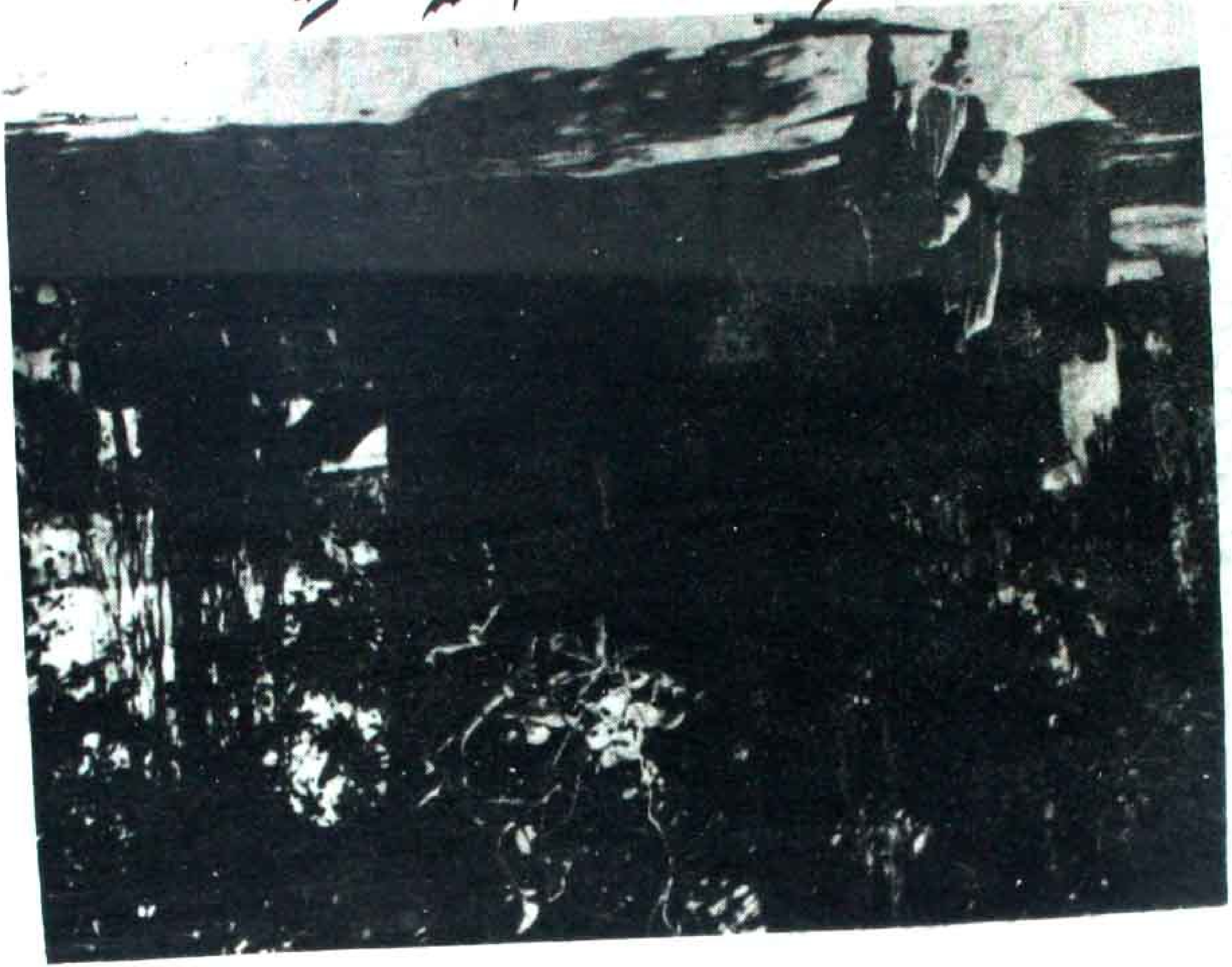

مرید تھے۔ یہ حضرت امان علی شاہ کے مرید تھے۔ یہ حضرت دیوان علی شاہ کے مرید تھے۔ یہ حضرت جعفر علی شاہ کے مرید تھے۔ یہ حضرت جور علی شاہ کے مرید تھے اور یہ حضرت سید لعل شہباز قلندر کے مرید تھے۔ جن کا مزار مبارک سیہون شریف سندھ میں ہے۔ یہ حضرت شاہ جمال مجرد کے مرید تھے۔ یہ حضرت ابراہیم گرم سہیل کے مرید تھے۔ یہ حضرت شاہ عاقل کے مرید تھے۔ یہ حضرت شاہ جعفر کے مرید تھے۔ یہ حضرت سوختہ سیلانی کے مرید تھے۔ یہ قاضی کملاں کے مرید تھے۔ یہ حضرت روشن علی شاہ کے مرید تھے۔ یہ احمد علی شاہ کے مرید تھے۔ یہ حضرت محمود پاک کے مرید تھے اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے براہ راست فیض حاصل کیا تھا۔ یہ ترتیب اس شجرہ طریقت کی ہے جو نمبردار حاجی سلیمان خان کے پاس محفوظ ہے۔

اس کے باوجود یکہ اس شجرۂ طریقت میں بعض بزرگوں کے نام غیر مانوس اور بعض کے بالکل ہی نئے معلوم ہوتے ہیں لیکن نمبردار سلیمان خان کا کہنا ہے کہ یہ شجرہ طریقت بالکل اسی ترتیب کے ساتھ انہیں حضرت سید فتح حیدر شاہ صاحب کی درگاہ کوٹ حبیب اللہ سے دستیاب ہوا تھا۔ اور انہوں نے اس شجرہ طریقت کی تصدیق بلوٹ شریف کے سجادہ نشین حضرت مخدوم صاحب سے کرائی تھی۔ انہوں نے اسے درست تسلیم کیا اور اس کے بعد اس کی تصدیق حضرت سید عادل شاہ صاحب بخاری سے کرائی جو سندھ میں رہتے تھے۔

حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ کی سفری داستان

اس روایت کی تصدیق تواتر سے ہے کہ حضرت سید سہیلی سرکارؒ، حضرت سید شاہ فتح حیدر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ان کو سلوک و طریقت کی منزلوں سے روشناس کرایا۔ مگر ان کے حلقہ ارادت میں کتنی مدت رہے یہ بات

marfat.com

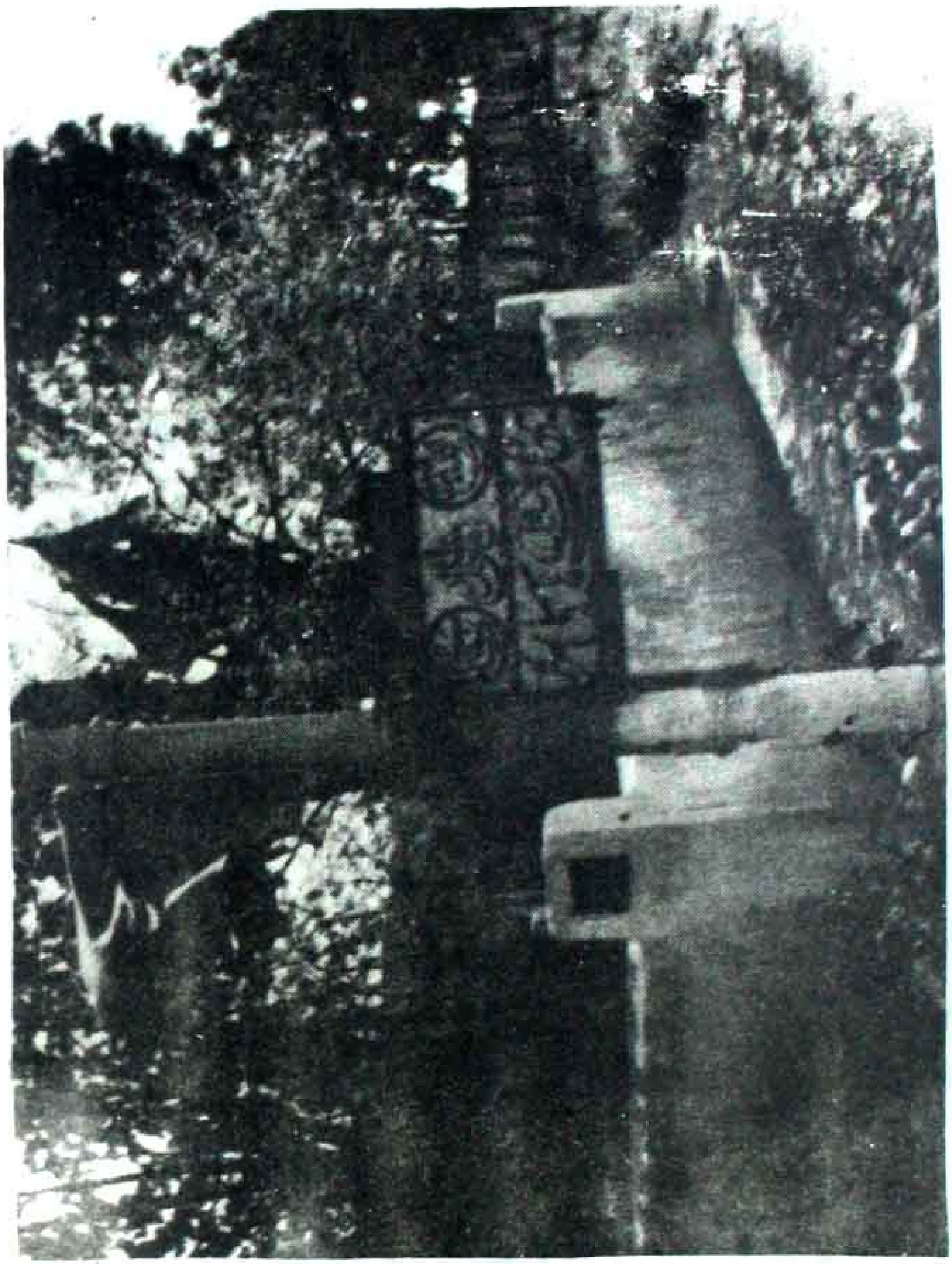

بیٹھک سید سہیلی سرکار متصل فیکٹری حویلیاں

marfatcom

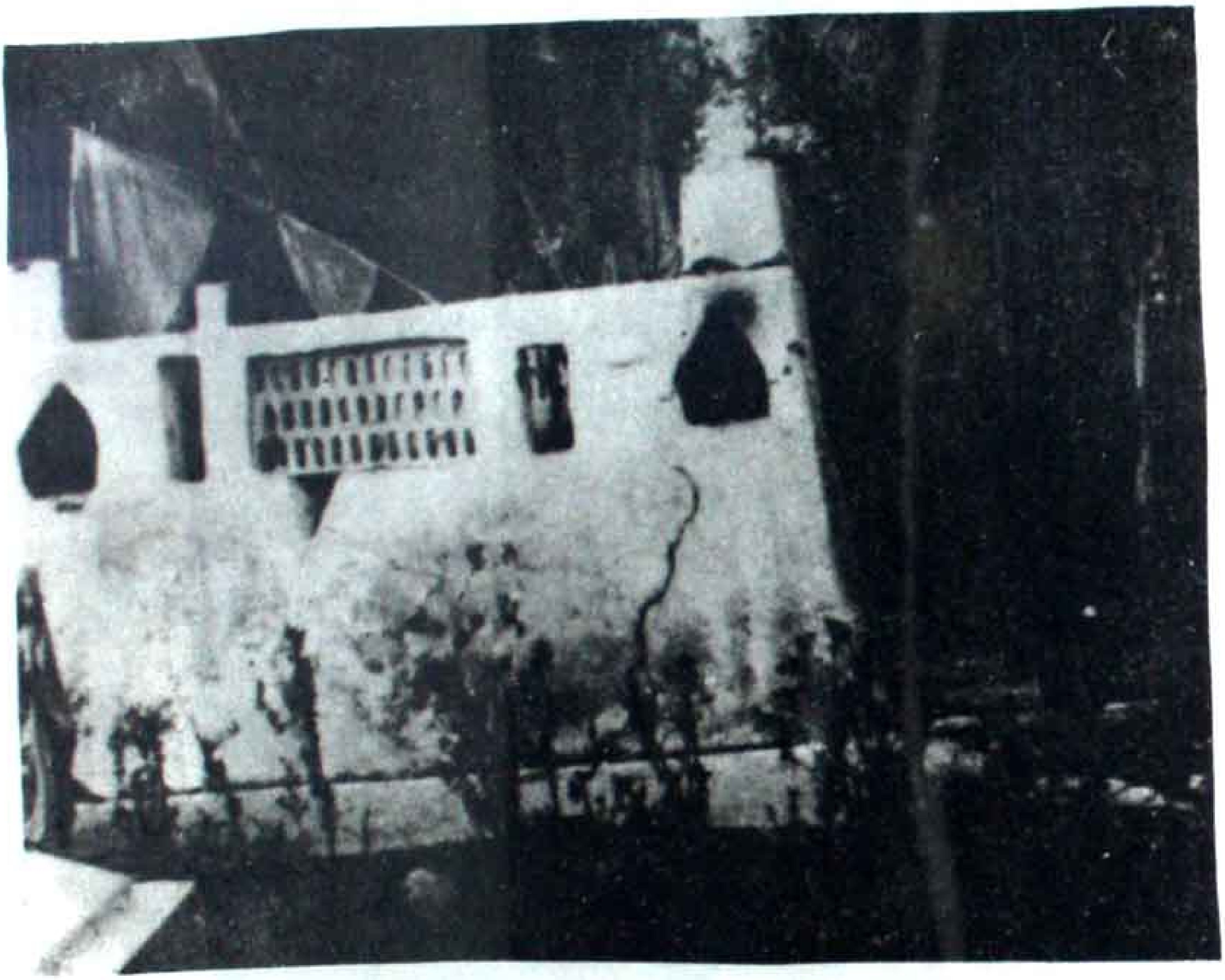

حویلیاں کی بیٹھک کا مغربی منظر

marfatcom

رے وثوق سے نہیں بتائی جاسکتی، حاجی سلیمان خان اپنے والد یوسف خان
ے حوالے سے بتاتے ہیں کہ حضرت سید شاہ فتح حیدرؒ سے فیض حاصل کرنے
بعد حضرت دالا سہیون شریف تشریف لے گئے اور وہاں حضرت لعل
شہباز قلندر کے دربار پر چلہ کشی کرنے کے بعد واپس آگئے۔ کیونکہ انہیں
ہدے اور ریاضت کی باقی منزلیں انہی علاقوں میں طے کرنی تھیں
ن کے لئے ان کو مرشد کی طرف سے حکم مل چکا تھا۔ اور یہ حسن ابدال،
ری پور، حویلیاں، ایبٹ آباد، لوراں شہر، بگڑا، مانسہرہ اور مظفر آباد
نیرہ کے علاقے تھے۔ روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ سہیون شریف سے
یسی کے بعد حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ کچھ عرصہ حسن ابدال رہے۔
ں کے بعد کوٹ نجیب اللہ واپس آئے۔ اور یہاں سے ہو کر واپس
ں مقام پر چلہ کشی کی جہاں اب تک ان کی بیٹھک ہے اور جسے لوہڑ والا
کہتے ہیں یہاں کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ بے خورد و نوش تین
تک محو عبادت و ریاضت رہے۔ اور یہاں جب لوگوں کا ہجوم
نے لگا تو آپ اٹھ کر حویلیاں چلے آئے اور یہاں ایبٹ آباد کی
ف آنے والی سڑک کے کنارے دو تین ماہ تک عبادت کرتے رہے
ں معاملہ یہاں بھی پیش آیا۔ جب آپ نے دیکھا کہ لوگوں کی آمد و رفت
ھنے لگی ہے تو آپ نے اپنی گودڑی سنبھال اس پہاڑی علاقے کی
ف راہ لی جس کو عبور کر کے لورہ کی طرف راستہ جاتا ہے۔ اس پہاڑی
لسلہ کے درمیان ایک گاؤں بگڑا ہے اور اس گاؤں سے متعلق بھی
روایت ہے جس کے راوی گوہر رحمن ولد خواج محمد خان سکنہ کرولہ
اک خانہ بگڑا ہے۔ بگڑا تحصیل ہری پور کا ایک گاؤں ہے۔ گوہر رحمن
پنے والد خواج محمد خان کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ ۲۴/۲۳ سال
ں عمر میں جب حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ اس طرف آئے تو یہاں

marfat.com

سے تقریباً چار میل اوپر۔ بابا سعد اللہ خان نامی ایک شخص کے گھر رہنے لگے۔ ان کے ہاں رہتے ہوئے کچھ دن ریاضت کرنے کے بعد۔ ان کے گھر کا کام کاج کرنے لگے۔ کبھی بھینس چراتے کبھی ان کے لئے چارہ کاٹتے۔ کبھی جنگل سے لکڑیوں کا گٹھا لاتے اور اس وجہ سے بابا سعد اللہ خان اور ان کے سارے گھر والے ان پر بے حد خوش تھے کہ یہ رات دن کام کرتے رہتے تھے اور کسی قسم کی مزدوری بھی نہ طلب کرتے تھے۔

ایک دن حضرت والا بھینس چرا رہے تھے تو سخت ژالہ باری شروع ہو گئی۔ بابا سعد اللہ کا ایک لڑکا بھاگا ہوا جب ان کی خبر لینے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ چاروں طرف ژالہ باری شروع ہے مگر جہاں بھینس چر رہی ہے اور حضرت سید سہیلی سرکار بیٹھے ہیں وہ جگہ بالکل خشک ہے اور وہاں ایک اولہ بھی نہیں گرتا۔ حضرت والا نے لڑکے کو دیکھتے ہی شدت سے منع کیا کہ وہ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنے۔ اس طرح حضرت والا کی یہ کرامت کچھ عرصہ تک لڑکے نے پوشیدہ رکھی۔ مگر جب لڑکے نے اپنے والد سے بتایا تو آپ وہاں سے فوراً ایبٹ آباد کی طرف چلے آئے اور یہاں نواں شہر کے قریب ماڑی والے قبرستان میں چلہ کشی شروع کر دی۔ مگر دو تین ہفتوں کے بعد یہاں سے قریب ہی ایک گاؤں خون کی پانڈی میں چلے گئے اور ایک غار میں عبادت کرتے رہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہاں حیات اللہ نامی ایک شخص ان کو حقہ پلایا کرتا تھا۔ خوش ہو کر جب اس کی طرف توجہ کی تو یہ بھی فقیر (درویش) ہو گیا اور یہاں اب تک اس کا مزار موجود ہے۔ اس گاؤں میں چند دن گذار کے بعد آپ ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔ اور یہاں مانسہرہ روڈ پر چلہ کشی شروع کی یہ جگہ ایبٹ آباد سول ہسپتال کے بالکل سامنے سڑک کے کنارے ہے۔ اور یہاں پختہ چبوترہ بنا ہوا ہے۔ اس مقام کے بارے میں مقامی روایات بہت ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں کی چلہ کشی کے دوران آپ کچھ عرصہ ایک قریبی گاؤں سلہڈاں میں بھی

marfat.com

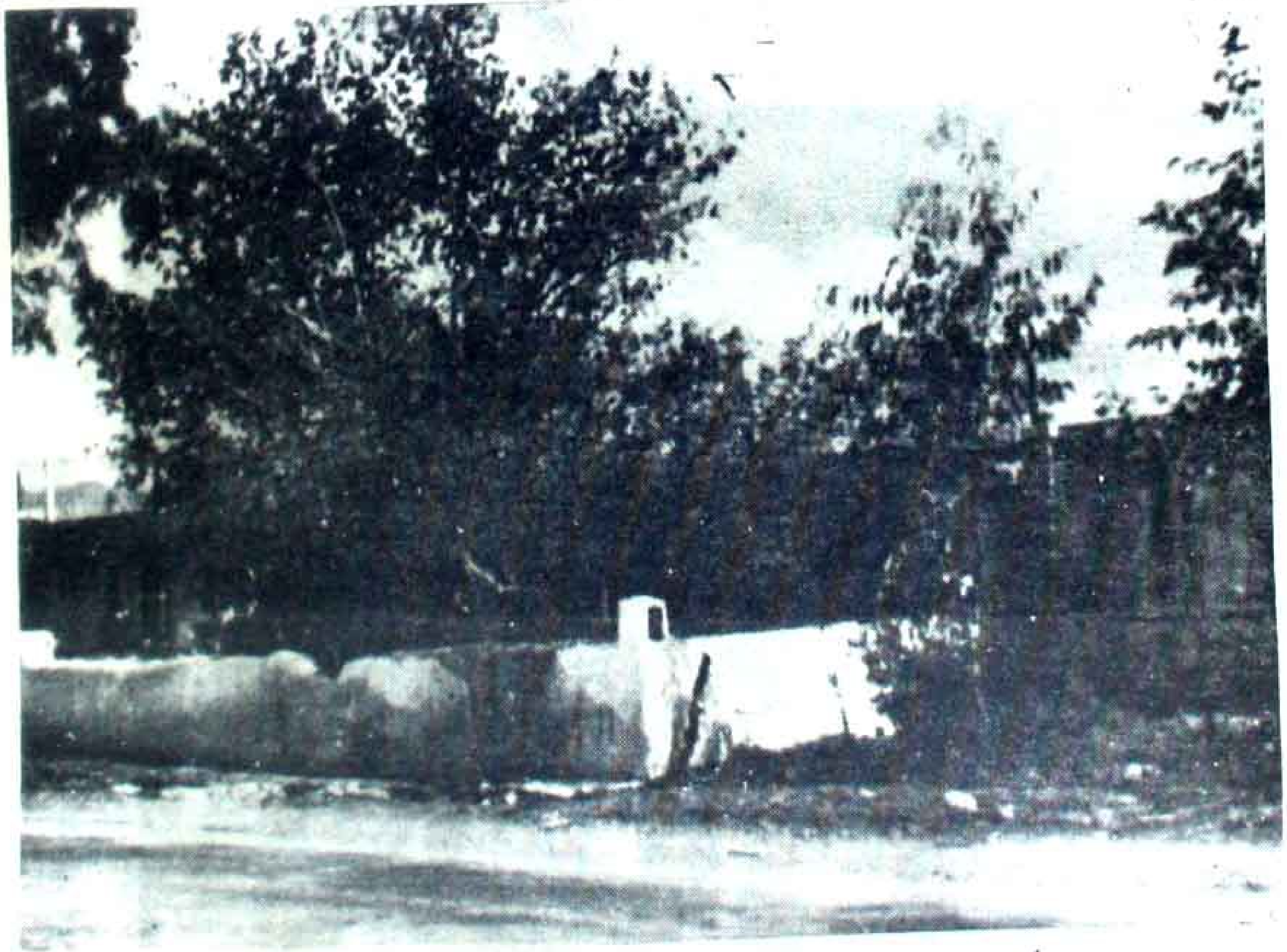

بیٹھک سید سہیلی سرکار ہاڑیاں والا قبرستان نواں شہر ایبٹ آباد

marfatcom

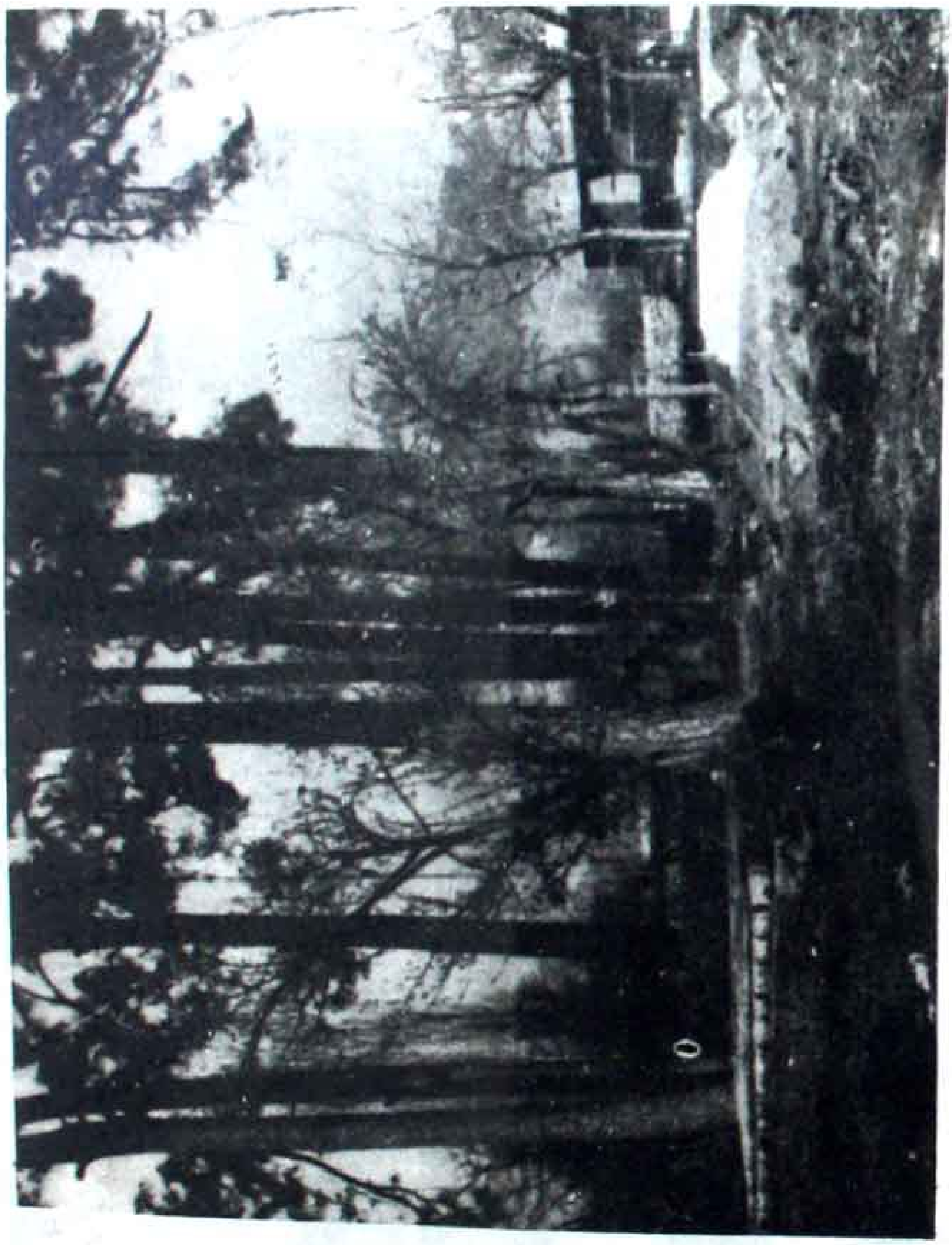

بیٹھک سید سہیلی سرکار متصل سی ایم ایچ ہسپتال ایبٹ آباد

marfatcom

رہے۔ کیونکہ وہاں بھی ان کی بیٹھک موجود ہے۔ مگر آپ نے زیادہ عرصہ اسی جگہ گذارا جو ہسپتال کے سامنے ہے۔ اور یہاں جب لوگوں کا ہجوم ہونے لگا تو آپ قلندر آباد باندی ڈھونڈاں آئے اور یہاں سے مانسہرہ تشریف لے آئے۔

مانسہرہ میں قیام

حضرت سید سائیں سہیلی سرکار کی مانسہرہ میں آمد تک کے تمام حالات نمبردار حاجی سلیمان خان اور گوہر رحمٰن خان کے والد خواج محمد خان کی روایات کے مطابق ہیں۔ اب یہاں مانسہرہ میں قیام کے بارے میں چند راوی اور بھی ہیں جن میں رحمت اللہ خان ولد برکت اللہ خان، عمر تقریباً ۱۲۰ سال سکنہ لوہار گلی اور محمد انور خان ولد ہمایوں خان سکنہ مانسہرہ قابل ذکر ہیں۔ ان کی بیان کردہ روایات کو حاجی سلیمان خان بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے والد یوسف خان حضرت والا کے حضور حاضر ہوتے رہے ہیں۔

محمد انور خان اپنے والد ہمایوں خان کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت سید سائیں سہیلی سرکار مانسہرہ تشریف لائے تھے اس زمانے میں مانسہرہ کا شہر یہاں آباد نہیں تھا۔ بلکہ کھلا بازار کے مقام پر چند دکانیں تھیں۔ قریب نالہ تھا۔ لوگ گائے بھینسوں کو پانی پلا کر یہاں چارا ڈال دیتے تھے۔ نالہ کے دوسری طرف محلہ تھا اور اس محلے میں زیادہ تر خان خیل قبیلہ کے لوگ اور سواتی رہتے تھے۔ ان دنوں اس علاقہ کی نمبرداری سواتی قبیلہ کے پاس تھی اور اس وجہ سے اس قبیلہ کا بڑا امر وج تھا۔ اگرچہ خان خیل قبیلہ کے سردار محمد حسین خان بھی کافی نامور تھے مگر نمبرداری سواتی قبیلہ کے پاس ہی تھی۔ محمد حسین خان کی حویلی میں انجیر کا ایک بڑا درخت تھا۔ اور کبھی کبھار حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ بھی اس کے سائے میں آکر بیٹھا کرتے تھے۔ اور محمد حسین خان ان کا خاص خیال رکھا کرتے

marfat.com

تھے کیونکہ وہ خود بھی بڑے فقیر منش اور فقیر دوست شخص تھے۔

محمد انور خان ولد ہمایوں خان بتاتے ہیں کہ محمد حسین خان میرے حقیقی نانا تھے۔ ایک مرتبہ جب انہوں نے اپنے چند ملازم جنگل میں لکڑیاں کاٹنے بھیجے تو اتفاقیہ راستے میں ان کو حضرت سید سہیلی سرکارؒ بھی مل گئے۔ اور یہ بھی ان کے ساتھ جنگل میں چلے گئے۔ جب ملازم لکڑیاں لائے تو ان کے ہمراہ حضرت والا بھی ایک چھوٹی سی لکڑی کندھے پر اٹھا لائے اور حویلی میں انجیر کے درخت تلے پھینکتے ہوئے زور زور سے تین مرتبہ کہا" جا انشاء اللہ مانسہرہ تیرا، مانسہرہ تیرا، مانسہرہ تیرا" ولی کامل کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی یہ بات تین دن میں پوری ہو گئی تین دن کے اندر اندر پنجاب کے انگریز گورنر کی طرف سے ڈپٹی کمشنر کے نام حکم آیا کہ مانسہرہ کی سرداری کی کتاب فوراً سردار محمد حسین خان کے حوالے کی جائے اور انہیں خان بہادر کے خطاب سے نوازا جائے۔

محمد انور خان ولد ہمایوں خان بتاتے ہیں کہ حضرت والا کی یہ کرامت ہمارے بچے بچے کو یاد ہے۔ اور یہ حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ کی نگاہ کرم ہے کہ ہمارے خاندان کا وقار گذشتہ ایک سو سال سے اب تک قائم ہے اور ہمارے خاندان کا ہر فرد ان کے مزار مقدس پر حاضری دیتا ہے۔

نمبردار حاجی سلیمان خان اپنے والد یوسف خان کے سے بتاتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت اقدس مانسہرہ تشریف لائے میں دو تین سال کا بچہ تھا۔ البتہ میں نے جوانی میں اپنے والد سے سارے واقعات سنے ہیں۔ اس زمانے میں میرے والد یوسف خان کے خلاف عدالت میں ایک مقدمہ زیر سماعت تھا جب میرے والد حضرت والا کی خدمت میں دعا کرانے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ حالت استغراق میں تھے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو فرمایا جا اٹھ یا تیرا مقدمہ دریا وچ غرق ہو گیا۔

دوسرے دن میرے والد یوسف خان کو پتہ چلا کہ تحصیلدار مانسہرہ نے

marfat.com

بیٹھک سید سہیلی سرکار بازار مانسہرہ

marfatcom

بلیٹھک سید سہیلی سرکار مانسہرا اڈہ لاریاں

marfatcom

تمام مثلیں ایک صندوق میں بند کر کے تانگہ کے ذریعہ گڑھی حبیب اللہ بھیجیں۔ مگر اتفاق ایسا ہوا کہ پل سے گذرتے ہوئے صندوق دریا میں جاگرا۔ اور کوشش بسیار کے باوجود ایک ورق بھی نہ نکل سکا۔ اور اس طرح نہ صرف یہ کہ میرے والد کی گلو خلاصی ہوئی بلکہ وہ سارے لوگ بچ گئے جن کی مثلیں اس صندوق میں تھیں، اور تانگے والے کو کسی نے نہیں پوچھا۔

سلیمان خان بتاتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میرے والد حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ کے ایسے عقیدت مند ہوئے کہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہنے لگے۔ حاجی سلیمان خان بتاتے ہیں کہ حضرت اقدس جتنا عرصہ مانسہرہ میں قیام پذیر رہے اکثر اوقات دیہات کی طرف نکل جاتے تھے اور میرے والد یوسف خان ان کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گرمیوں کے موسم میں جب ایک گاؤں سے گذر ہوا تو ایک گھر کے قریب رُک گئے اور گھر والوں سے پانی مانگا مگر گھر والوں نے معذرت کے (ساتھ) کرتے ہوئے کہ عورتیں پانی لانے کے لئے گئی ہوئی ہیں۔ یہاں سے پانی کئی میل دور ہے۔ اگر آپ دو تین گھنٹے تک انتظار فرمائیں تو پانی مل سکتا ہے۔

آپ نے نہایت جلال سے فرمایا۔ اتنی دیر کون انتظار کر سکتا ہے لاؤ کدال، ہم اپنا کنواں نکال لیتے ہیں۔ گھر کا مالک فقیر کی کرامت کا مشاہدہ کرنے کے لئے جلدی جلدی کدال لا کر حوالے کرتے ہوئے کہنے لگا حضرت نکال لیجئے پانی۔ اگر اتنی جلدی ہے تو۔ حضرت اقدس نے کدال سے بالکل سوکھی جگہ کھودنی شروع کی اور فی الواقع دو تین ہی فٹ زمین کھودی تھی کہ شفاف پانی کا چشمہ نکل آیا اور آپ پانی پینے کے بعد آگے روانہ ہو گئے۔ حاجی سلیمان خان کا کہنا ہے کہ اس گاؤں میں وہ چشمہ اب تک ان کے نام پر مشہور ہے۔ اور اس کا ذکر بارہا میرے والد نے لوگوں سے کیا تھا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ بتاتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ

marfat.com

میرے والد حضرت والا کے ساتھ ایک گاؤں میں جا رہے تھے کہ آدمی ان کے پاس آکر بڑی عاجزی سے کہنے لگا۔ سائیں صاحب میری زمین سے گندم بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ دُعا کریں کہ یہ گندم زیادہ ہوا کرے کیونکہ سال کا خرچہ بھی پورا نہیں ہوتا۔ انہوں نے چلتے چلتے رک کر کہا کہ گندم کے کچھ دانے لے آؤ۔ جب وہ لایا تو انہوں نے وہ دانے ہاتھ میں لے کر اسے واپس کرتے ہوئے فرمایا۔ اس دفعہ جو گندم ہو گی اس میں یہ ملا دینا۔ اُس آدمی نے فصل کے موقعہ پر وہ دانے گندم میں ملا دیئے اور پھر اُس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت دی کہ کئی دیہات کے لوگ اُس سے گندم خریدنے لگے۔ اور وہ شخص اُس علاقہ کا امیر ترین فرد بن گیا۔ اس علاقہ میں اس طرح کا واقعہ ایک جولاہے کا بیان کیا جاتا ہے۔ جب اس نے حاضر ہو کر دعا کرائی تو آپ نے فرمایا کہ بُنتے اور بیچتے رہو۔ انشاءاللہ کئی پشتوں تک بیچو گے۔ اس جولاہے کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر برکت دی کہ اُس نے اپنی کھڈی پر دوسری تانی بھی نہیں چڑھائی۔ بلکہ جو چڑھی ہوئی تھی۔ اسی سے کاٹ کاٹ کر بیچتا رہا۔

نمبردار سلیمان خان بتاتے ہیں کہ یہ واقعات مانسہرہ میں زبان زدِ عام ہے اور ان میں کسی قسم کا مبالغہ نہیں کیونکہ جو کچھ آپ اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرماتے تھے وہ چند لمحوں میں پورا ہو جاتا تھا۔ حاجی صاحب بتاتے ہیں کہ موضع ٹھانگرہ تحصیل مانسہرہ میں ایک خاتون کا خاوند دس سال سے لاپتہ تھا۔ جب حضرت والا کے کشف و کرامات کا چرچہ ہونے لگا تو یہ خاتون بھی اپنی کسی رشتہ دار کے ساتھ آپ کے پاس آئی اور آتے ہی آپ کے پاؤں میں گر پڑی۔ آپ اس پر بے حد ناخوش ہوئے اور اسے پاؤں سے اٹھانا چاہا۔ مگر اس خاتون نے ان کے دونوں پاؤں مضبوطی سے پکڑ لئے اور روتے ہوئے کہا جب تک میرا خاوند واپس

marfat.com

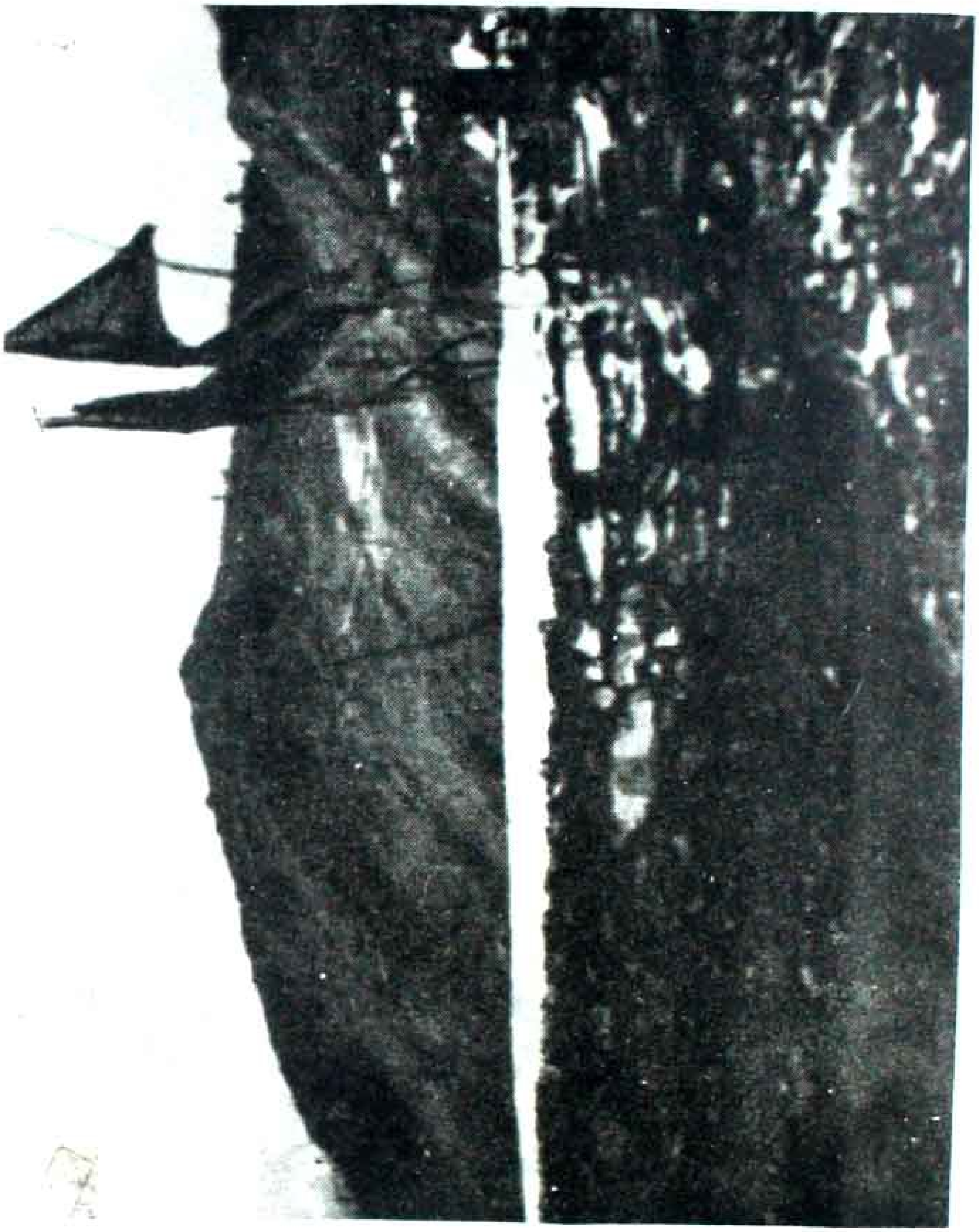

بیٹھک سید سہیلی سرکار لوہار گلی مظفرآباد

marfatcom

اس پرانے پل کے آثار جس کو عبور کر کے آپ مظفر آباد
تشریف لائے

marfatcom

نہیں آیا میں آپ کے پاؤں ہرگز نہ چھوڑوں گی۔ انہوں نے نہایت غصہ کے عالم میں فرمایا چھوڑ دو پاؤں۔ وہ ہے تمہارا خاوند۔ خاتون نے پاؤں چھوڑ کر پیچھے جو دیکھا تو اس کا خاوند نہایت خستہ حالت میں اور پریشان کھڑا ہے۔ حضرت والا نے فرمایا جاؤ دونوں میاں بیوی اپنے گھر کو۔ اس حیران کن واقعہ کے بعد جب میاں بیوی گھر پہنچے تو بیوی نے میاں سے ماجرا پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں کشمیر چلا گیا تھا۔ وہاں کافی عرصہ بیروزگار رہا اور پھر وہاں سے ایک قافلے کے ساتھ یارقند چلا گیا۔ آج میں یارقند کے ایک باغ میں شہتوت کھا رہا تھا کہ یہ فقیر میرے سامنے نمودار ہوا اور اس نے سخت غصے میں کہا کہ تمہاری بیوی پریشان ہے اور تو یہاں شہتوت کھا رہا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جناب گھر جانے کے لئے خرچہ نہیں اور اس دور ملک سے پیدل کیسے جا سکتا ہوں۔ فقیر نے کہا میرے پاؤں پر پاؤں رکھو۔ جب میں نے اس کے پاؤں پر پاؤں رکھے تو آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور پھر جب آنکھوں کے سامنے سے سیاہ پردہ ہٹا تو دیکھا کہ میں تمہارے پاس یہاں مانسہرہ میں کھڑا ہوں۔

نمبردار حاجی سلیمان خان بتاتے ہیں کہ اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں جن کے بیان کرنے کے لئے ایک طویل دفتر کی ضرورت ہے۔ جب حضرت سید سائیں سہیلی سرکار رحؒ سے یہاں ایسی ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں تو ان کی شہرت اس پورے علاقے میں دور دور تک پھیل گئی اور ان کے پاس لوگوں کا ہجوم ہونے لگا مگر یہ ہمیشہ لوگوں کے ہجوم سے دور رہتے تھے۔

حاجی صاحب بتاتے ہیں کہ حضرت والا کے مانسہرہ کے قیام کے دوران جن لوگوں نے ان سے زیادہ فیض حاصل کیا یا زیادہ قریب رہے ان میں سائیں علی بہادر سکنہ چیٹے ڈھیری مانسہرہ، سائیں راجہ سکنہ مانسہرہ سائیں امین سکنہ ہاتھی پیر مانسہرہ، پیر سید فیض علی شاہ سکنہ شیخ البانڈی مانسہرہ

marfat.com

ایبٹ آباد، سائیں نورا بابا سکنہ چھہر خیر آباد، سائیں تیغ علی سکنہ مظفر آباد اور خوشیا سکنہ گولڑہ شریف خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کیونکہ یہ عقیدت مند ہمیشہ ان کے پاس حاضر ہوتے رہتے تھے۔ اپنے بارے میں ذکر کرتے ہوئے حاجی سلیمان خان نے بتایا کہ میرے والد یوسف خان ہمیشہ حضرت والا کے پاس حاضر ہوتے رہتے تھے۔ جس زمانے میں حضرت اقدس کا وصال ہوا میری عمر اتنی نہ تھی۔ کئی سال بعد جب میں ایک قتل کیس میں جیل چلا گیا تو حضرت سید سائیں سہیلی سرکار نے مجھے خواب میں بیعت کیا۔ خواب میں ان سے بالکل اس طرح ملاقات ہوئی جیسے جاگتے میں ملاقات ہوتی ہے۔ انہوں نے فرمایا تم بے گناہ ہو اور چار دن میں رہا ہو کر گھر چلے جاؤ گے اور فی الواقع میں چار دن بعد رہا ہو کر گھر چلا گیا اور پھر وہ ساری باتیں بھی ایک ایک کرکے پوری ہوئیں جو انہوں نے میرے متعلق میرے والد کو بتائی تھیں۔ مانسہرہ کے دورانِ قیام جو حالات و واقعات وقوع پذیر ہوئے ان کا ایک حصہ رحمت اللہ ولد برکت اللہ سکنہ لوہار گلی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت سید سائیں سہیلی سرکار مانسہرہ میں قیام پذیر تھے ان کے پاس لوگوں کا اکثر ہجوم رہتا تھا۔ جب ایبٹ آباد کا انگریز ڈپٹی کمشنر کنگم تحصیل کا معائنہ کرنے مانسہرہ آیا تو اس نے لوگوں کا ہجوم دیکھ کر پوچھا کہ یہاں کون ہے۔ اور اس کے پاس لوگ کیوں جمع ہیں۔ اس کے جواب میں چند معتبروں نے بتایا کہ یہ ایک خدا رسیدہ بزرگ ہے۔ جو بات زبان سے نکالتا ہے وہ اللہ تعالٰی پوری کرتا ہے۔ اس لئے اس کے پاس اکثر حاجت مند دور دور سے آتے ہیں۔ لوگوں سے اس قسم کی باتیں سن کر انگریز بھی حضرت والا کے سامنے چلا گیا۔ اور سلام کرکے کچھ روپے نذر کئے مگر آپ نے نہایت حقارت سے وہ روپے انگریز ڈپٹی کمشنر کے منہ پر دے مارے۔ اسے انگریز ڈپٹی کمشنر نے اپنی توہین سمجھا اور حکم دیا کہ اس شخص کو فوراً گرفتار کرکے ایبٹ آباد

marfat.com

لے چلو۔ یہ حکم دے کر ڈپٹی کمشنر اپنی بگھی کے ذریعہ ایبٹ آباد روانہ ہوا مگر دو تین فرلانگ سفر کرنے کے بعد بگھی ایک بہت بڑے گہرے گھڈ میں جا گری اور انگریز نالہ میں اوندھے منہ جا پڑا۔ اس دوران جب پولیس کے سپاہی حضرت والا کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے تو انگریز نے اپنے کارندوں اور بگھی والے کو کہا کہ یہ شخص واقعی روحانی طاقت کا مالک ہے۔ حالانکہ میں اسے پیچھے چھوڑ کر آیا تھا۔ مگر جب بگھی یہاں پہنچی تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ یہ آگے کھڑا تھا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے گھوڑوں سمیت بگھی اٹھا کر اس نالے میں پھینک دی۔ جب انگریز ڈپٹی کمشنر کو اٹھا کر سڑک پر لایا گیا تو اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر حضرت والا سے معافی مانگی مگر آپ نے فرمایا کہ تو اس ملک سے اپنے ملک چلا جا ورنہ میں بھی اس جگہ سے چلا جاتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے دوسرے دن حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ مانسہرہ سے مظفرآباد کی طرف روانہ ہوئے اور جب انگریز ڈپٹی کمشنر ایبٹ آباد پہنچا تو اس کی برطرفی اور لندن واپسی کا حکم آ چکا تھا۔ اس روایت کی تصدیق مانسہرہ کے سب ہی عمر رسیدہ لوگ کرتے ہیں اور محمد انور خان ولد ہمایوں خان بتاتے ہیں کہ یہ واقعہ میں نے دوسرے لوگوں کے علاوہ اپنے نانا خان بہادر محمد حسین خان سے بھی متعدد بار سنا ہے۔ اور یہاں زبان زدِ عام ہے۔

مظفرآباد کی طرف روانگی

محمد الوند خان بتاتے ہیں کہ انگریز ڈپٹی کمشنر والے واقعہ سے تھوڑے ہی دن بعد آپ نے مظفرآباد کی طرف رختِ سفر باندھا اور اس دوران وہ نہایت جلال میں رہے۔ رحمت اللہ ولد برکت اللہ کہتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت سید سائیں سہیلی سرکار مانسہرہ میں قیام پذیر تھے۔ اکثر بازار کا چکر لگایا کرتے تھے۔ خان بہادر جمعہ خان کی دکانوں میں ایک لوہار رہتا تھا۔ جب آپ

marfat.com

لوہار کی دکان پر تشریف لے تو لوہار نے ریتی سے ان کا لوہے کا عصا (مطہر) رگڑنا شروع کر دیا۔ آپ نے پوچھا اسے کیوں تکلیف دے رہے ہو۔ لوہار نے عرض کی تکلیف کا ہے کی میں تو رگڑ کر اس کا زنگ صاف کر رہا ہوں تاکہ خوبصورت لگے۔ آپ نے ایک زور دار قہقہہ لگاتے ہوئے فرمایا، تیرا زنگ بھی دور ہو گیا، آپ کا یہ فرمانا تھا کہ لوہار وجد میں آ گیا اور ریتی وغیرہ پھینک کر جھومنے لگا، آپ نے فرمایا چل تو بھی ساتھ ہو جا۔ اس کے بعد وہ لوہار وجدانی کیفیت میں رات دن ان کے ساتھ رہنے لگا، ایک اور آدمی کا واقعہ ہے جس کو رحمت اللہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ وہ جنگل سے لکڑیاں لاکر بازار میں فروخت کرتا تھا اور اس کا معمول تھا کہ جونہی جنگل سے لکڑیوں کا گٹھا لاتا حضرت والا کے پچ کے لئے لکڑی الگ کر کے لاتا اور چپ چاپ پچ میں پھینک کر چلا جاتا۔ ایک مرتبہ جب وہ پچ میں لکڑی ڈال کر جانے لگا تو آپ نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا۔ اڑیا توں وی ٹھگ گیا ایں ساڈھے نال رہ جا۔ آپ نے ابھی یہ فقرا ادا ہی کیا تھا کہ لکڑہارا جھومنے لگا۔ اور پھر دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر ان کے ساتھ رہنے لگا۔ اور جب آپ نے مانسہرہ سے مظفرآباد کی طرف کوچ کیا تو آپ کے یہ دونوں عقیدت مند ساتھ ہے اور جب آپ نے گڑھی حبیب اللہ کے قریب سے دریا کنہار عبور کیا تو دریا عبور کرانے والا ملاح موسیٰ خان بھی آپ کی نظرِ عنایت سے سرفراز ہو کر آپ کے ساتھ ہو گیا۔

مانسہرہ سے روانگی کے بعد آپ تین دن تک گڑھی حبیب اللہ میں دریا کے کنارے قیام فرما رہے اور یہ تینوں عقیدت مند نیاز اللہ لوہار لکڑہارا اور موسیٰ ملاح آپ کے ساتھ رہے۔ اس زمانے میں گڑھی حبیب اللہ سے مظفرآباد کی طرف دوب گلی کے راستے آتے جاتے تھے۔ مگر آپ نے

marfat.com

بیٹھک سید سہیلی سرکار متصل شاہ سلطان مظفر آباد

marfatcom

مقبرہ شاہ سلطان کا شمالی منظر

marfatcom

وہ راستہ اختیار کیا جس طرف سے آج سڑک ہے۔ اس زمانے میں اس طرف سے پیدل راستے کا نام ونشان تک نہ تھا۔ مگر آپ ایسے سفر کر رہے تھے سڑک کا سروے کر رہے ہیں۔ رحمت اللہ ولد برکت اللہ بیان کرتے ہیں کہ گڑھی حبیب اللہ سے چل آپ نے لوہار گلی کے مقام پر قیام فرمایا تھا اور کئی ماہ تک اس جگہ رہے۔ اس دوران آپ کا معمول یہ تھا کہ لوہار گلی سے روانہ ہو کر دریائے نیلم کے کنارے تک آتے تھے۔ اور وہاں سے ہو کر اس نشان پر گڑھی حبیب اللہ کی طرف روانہ ہوتے تھے۔ جدھر سے اب سڑک نکلی ہوئی ہے۔ اس زمانے میں آپ اس سڑک کا بالکل سروے کرتے ہوئے دکھائی دیتے تھے اور اکثر لوگ ان کے اس شغل پر حیران ہوتے تھے اور کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس راستے کبھی سڑک گذرے گی مگر اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کی نگاہیں آنے والے دور کا تمام خاکہ دیکھ رہی تھیں۔ اور شاید اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی وہ اس خدمت پر مامور تھے کہ اس سڑک کی نشاندہی کریں۔

وہ بتاتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکار رح لوہار گلی سے دریائے نیلم کے کنارے تک کا چکر لگایا کرتے تھے۔ اس زمانے میں میری عمر ۱۲/۱۳ سال کے قریب ہوئی ہوگی۔ اور ہم لوہار گلی کے قریب بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ہم نے بارہا دیکھا کہ ایک فقیر پتھروں کے نشان اس طرح رکھتا جاتا ہے جیسے سڑک کا سروے کر رہا ہو۔ کبھی نشانات تبدیل بھی کر لیا کرتے تھے۔ مثلاً آج ایک جگہ نشان رکھتے ہیں تو کل وہاں سے گذرتے ہوئے اس پر غور کر کے کبھی اوپر اور کبھی نیچے رکھ دیتے تھے۔ اس زمانے میں ہم یہی سوچا کرتے تھے کہ کوئی فقیر اپنے حال میں مست ہے مگر آج سڑک دیکھتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ سڑک بالکل انہی مقامات سے گذر رہی ہے جہاں حضرت اقدس پتھروں کے نشانات نصب کیا

marfat.com

کرتے تھے اور یہ حضرت والا کی زندہ کرامت ہے۔

مظفر آباد میں آمد اور قیام

جس زمانے میں حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکارؒ مظفر آباد تشریف لائے اس زمانے میں مظفر آباد کا ذکر گذشتہ سطور میں اپنی جگہ مختصر آ چکا ہے آپ کی آمد کی معتبر روایت یہ ہے کہ لوہار گلی میں چند ماہ قیام کرنے کے بعد جب آپ دریائے نیلم کے اس طرف آئے تو تین چار دن تک مظفر آباد کے شہر کی حدود میں رہے۔ شہر وغیرہ تو اس زمانے میں برائے نام ہی تھا۔ البتہ چند مکانات تھے اور ایک قبرستان تھا۔ آپ نے تین چار دن مختلف جگہوں پر گذارے اور اس کے بعد مزار حضرت شاہ سلطان کے قریب اوپر کی طرف آکر ایک درخت تلے ڈیرہ ڈالا مگر یہاں سے یہ کہہ کر اٹھ گئے کہ یہ ولی یہاں بیٹھنے سے منع کرتا ہے۔

اس زمانے میں مظفر آباد کے علاقے میں چار اولیائے کرام کے مزارات مرجع خاص و عام تھے حضرت شاہ حسین بخاریؒ پیر چناسی، حضرت پیر سید محمد علی شاہؒ کہوڑی، حضرت شاہ عنایت ولیؒ اور حضرت شاہ سلطانؒ۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت والا نے پہلے حضرت شاہ عنایت ولیؒ کے قریب دو تین دن قیام کیا اور یہاں سے یہ کہہ کر ڈیرہ اٹھا لیا کہ یہ ولی یہاں رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کے بعد حضرت شاہ سلطانؒ کے قریب آئے تو انہوں نے بھی اجازت نہ دی اور آپ اس جگہ تشریف لائے جہاں اب آپ کا مزار مبارک ہے۔ مگر یہ روایت بھی عام ہے کہ آپ یہاں سے سری نگر تشریف لے جا رہے تھے کہ تمام اولیائے سری نگر نے آپ کے حضور عرض کی کہ آپ یہاں تشریف نہ لائیں بلکہ اپنے آستانہ عالیہ کو مظفر آباد ہی میں مرجع خلائق بنائیں اس وجہ سے آپ نے سری نگر کا ارادہ ترک کر لیا۔

marfat.com

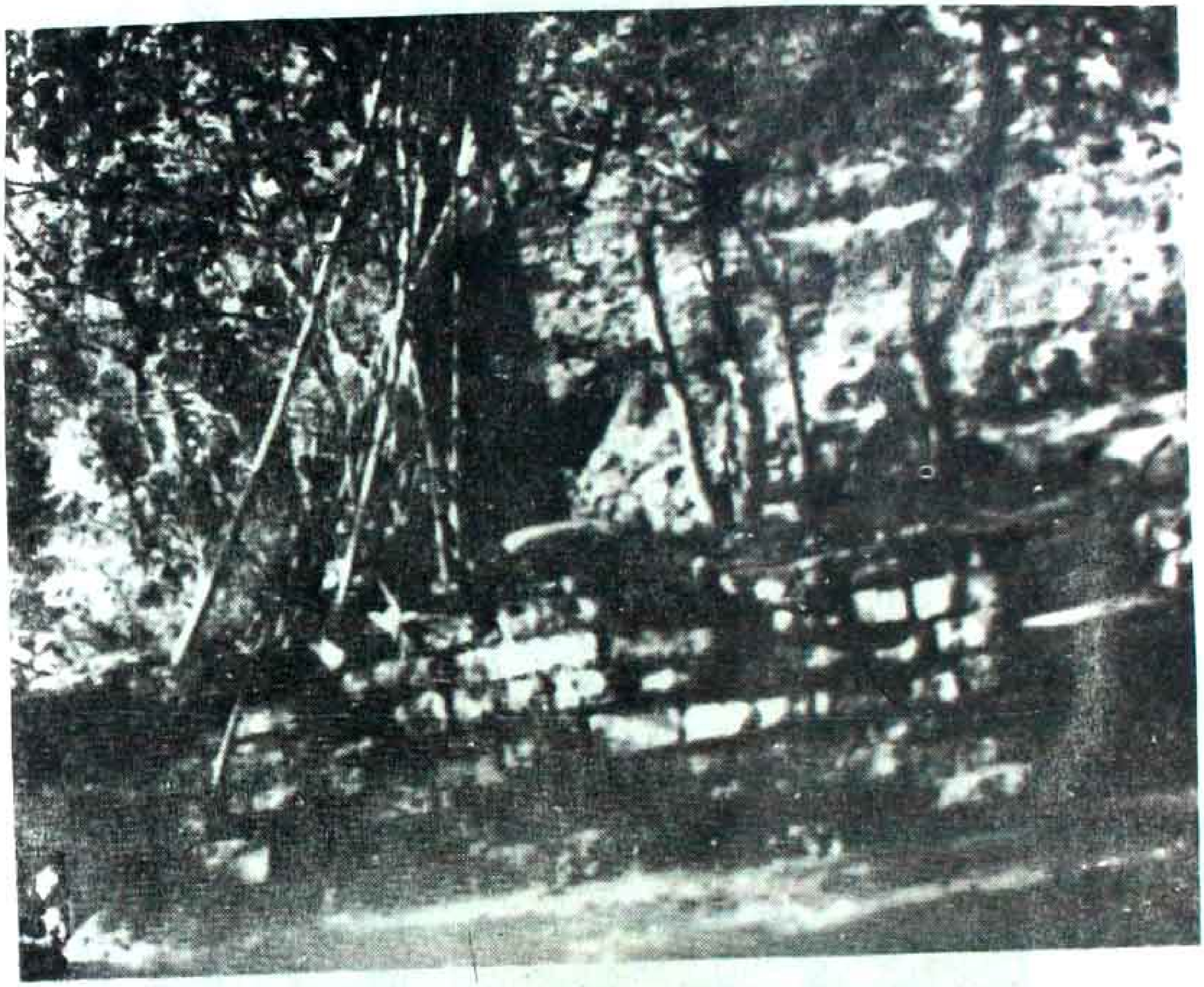

بیٹھک سید سہیلی سرکار ڈھکی منظفرآباد

marfatcom

بیٹھک سید سہیلی سرکار نگرہ کا مغربی منظر

marfatcom

ود کا اندازعام طور پر سنارد ہی ہوا کرتے تھے حضرت والا کو میں نے متعدد بار اس جگہ درخت تلے بیٹھے ہوئے دیکھا ہے جہاں موجودہ وقت ایوان صدر ہے آپ جلال آباد گارڈن کا گشت کرتے کرتے تھک جاتے تھے تو اس ٹکڑا کونے پر آکر بیٹھ جاتے تھے اور بعض دفعہ اس مقام تک چلے جاتے تھے جہاں آزاد کشمیر ریڈیو کا نیا ٹرانسمیٹر نصب ہے اور پوچھنے پر بتاتے تھے کہ یہاں لوگ آباد ہوں گے اور میں آبادی بسا رہا ہوں۔

حضرت والا کے بارے میں جس قدر روایات مقامی ہیں ان سے اندازہ تو یہی ہوتا ہے کہ وہ عموماً مظفرآباد ہی میں قیام فرما رہے اور اسی شہر کے قرب وجوار میں گھومتے پھرتے رہے۔ مگر کچھ بیرونی شہادتیں ایسی بھی ہیں کہ آپ مظفرآباد کے نواحات میں بہت دور دور تک بھی تشریف لے جاتے رہے اور ان مقامات پر بھی ان سے کشف وکرامات کا ظہور ہوتا رہا۔

الحاج سید مسکین شاہ ولد سید غلام شاہ نقشبندی موضع پتی ریالی چلہانہ تحصیل اٹھمقام اپنے والد سید غلام شاہ صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اقدس اٹھمقام تک بھی جاتے تھے اور اکثر ان علاقوں میں بھی دیکھے گئے جو اس وقت جنگ بندی لائن کے متصل ہیں۔ سید مسکین شاہ بتاتے ہیں کہ میرے بچپن کے زمانے میں حضرت والا میرے گاؤں پتی ریالی تحصیل اٹھمقام گئے تھے۔ اور میں نے ان کے بارے چند باتیں اپنے والد سے سنیں تھیں۔ کہتے ہیں کہ موضع پتی ریالی میں ایک زندہ ولی کا مزار ہے اور حضرت والا اسی مزار پر آئے تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ تشریف لائے تو مزار مبارک کے قریب فروکش ہوئے۔ انہیں دیکھ کر لوگ آنے لگے۔ یہاں کے معقول افراد میں سید گلاب علی شاہ مشہور تھے۔ سید گلاب علی شاہ اور ان کے بھائی اکبر علی شاہ ملاقات کے لئے تو آپ نے انہیں اپنی کتیا کیلئے دودھ لانے کے لئے حکم دیا۔ وہ دونوں بھائی دودھ

بابا عبدالرحمن بڑے ثقہ راوی ہیں۔ وہ حضرت والا سے متعلقہ بہی روایات بیان کرتے ہیں جو تواتر سے لوگوں میں مشہور ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ گڑھی کے قریب ایک گاؤں نراں نامی ہے۔ یہاں سواتی قبیلہ کا گھرانہ آباد تھا۔ جس زمانہ میں آپ مانسہرہ سے گڑھی حبیب اللہ تشریف لائے اور قیام فرمایا، پھرتے پھراتے نراں بھی گئے۔ سواتیوں سے دودھ مانگا مگر انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کی کہ ان کی کوئی بھینس بھی دودھ نہیں دیتی۔ آپ نے ان کو کپڑے کی ایک رسی دیتے ہوئے فرمایا۔ یہ کپڑے کی رسی رکھو۔ اس کی دھونی جس بھینس کو بھی دوگے انشاء اللہ وہی دودھ دے گی۔

سواتیوں نے اس رسی کے ایک ٹکڑے کو آگ لگا کر اپنی دو تین بھینسوں کو دھونی دی اور فی الواقع ان بھینسوں نے کئی کئی سیر دودھ دیا۔ حضرت والا کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ دودھ پی کر چل دیئے۔ اور اس کے بعد سواتیوں نے یہ کام شروع کیا کہ کھاگر و بھینس خریدتے، رسی کی دھونی دیتے اور چوگنی قیمت پر فروخت کرنے لگے اس کاروبار میں وہ اتنے امیر ہو گئے کہ اس پورے علاقے میں ان کا طوطی بولنے لگا

جب حضرت والا نے مظفرآباد میں قیام فرمایا تو اکثر اوقات جلال آباد کے اس حصہ میں گشت کرتے دکھائی دیتے تھے جہاں اب بڑے بڑے افسروں کے بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ اس روایت کی تصدیق راجہ علی عمر خان سکنہ چمکوٹلی (مظفرآباد) اس طرح کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت اقدس کو بارہا یہاں نشانات نصب فرماتے تھے۔ وہاں اب بنگلے بن چکے ہیں۔

راجہ علی عمر مظفرآباد کے معمر ترین افراد میں سے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ مظفرآباد تشریف لائے، میں جوان تھا اور اکثر ضروریات زندگی خریدنے مظفرآباد آتا جاتا تھا۔ اس وقت بازار موجودہ سیکرٹریٹ کے سامنے ہوتا تھا اور

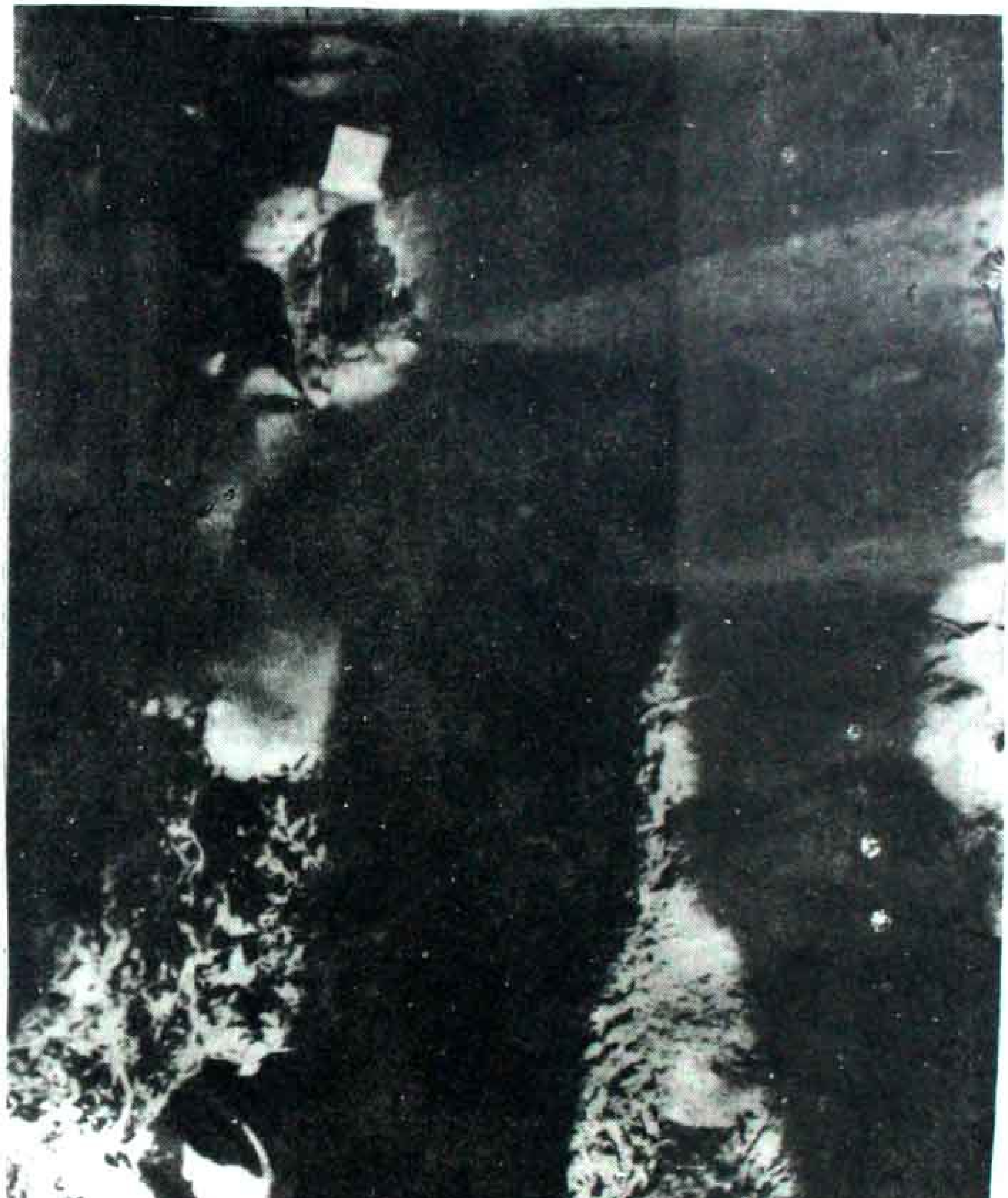

بلیٹھک سید سہیلی سرکار نگرہ مظفر آباد

marfatcom

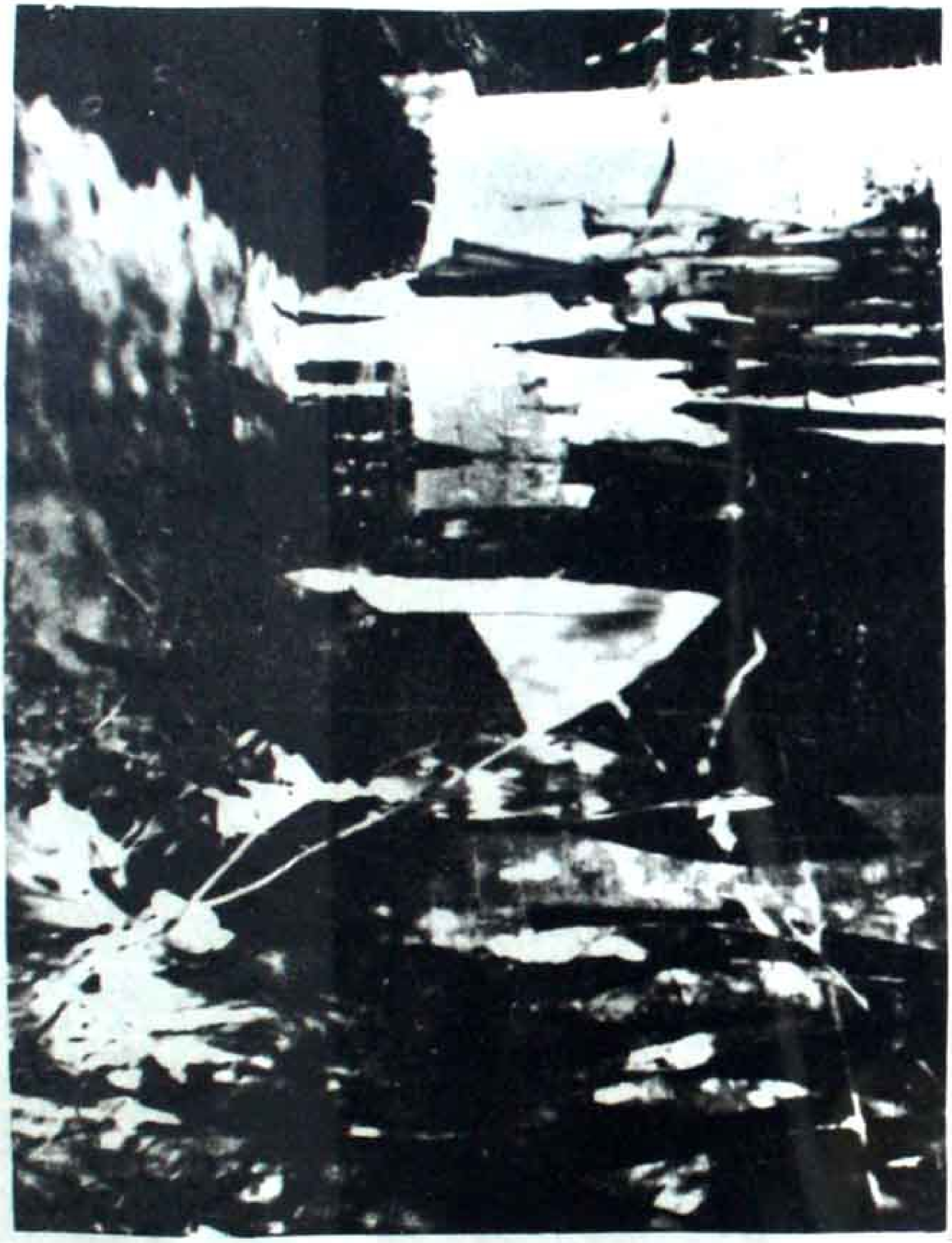

بیٹھک سید سہیلی سرکار پتھر کے زینے اترتے
ہوئے درخت کے نیچے

marfatcom

لانے تو آپ نے کتیا کو دودھ پلایا اور فوراً ہی غائب ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد گلاب علی شاہ کی بھینسیں پانی پینے کے لئے گئیں تو ان کی وہ بھینس جس کا دودھ کتیا کو پلایا گیا تھا ایک چٹان سے لڑھک کر گر گئی۔ گلاب علی شاہ نے خیال کیا کہ اب اس کا چمڑا بھی ملنا مشکل ہے مگر جب وہ پانی پر پہنچے دیکھا کہ فقیر سامنے کھڑا ہے۔

گلاب علی شاہ نے مغموم انداز میں کہا سائیں جی وہ بھینس ہی گر کر مر گئی جس کا دودھ آپ کی کتیا کو دیا تھا حضرت والا نے نہایت جلال سے فرمایا وہ بھینس نہیں گر سکتی جس کا دودھ میری سہیلی نے پیا ہو۔
گلاب علی شاہ نے معاً جو دیکھا تو اس کی وہ بھینس دوسری بھینسوں کے ساتھ پانی پی رہی تھی۔ گلاب علی شاہ غور سے بھینس کو دیکھنے لگا مگر تھوڑی دیر بعد نگاہیں جو دوسری طرف کیں تو سائیں صاحب وہاں نہ تھے۔ حضرت والا کی یہ کرامت پورے علاقہ میں مشہور ہے۔ اور اس کا ذکر سید گلاب علی شاہ نے پورے وثوق کے ساتھ اکثر اوقات کیا تھا۔ اور ان کے بیٹے بھی پورے وثوق کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔

حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکارؒ کے بارے میں اس قسم کی روایات اور شہادتیں موجود ہیں کہ وہ بارہ مولہ تک بالکل اسی پگڈنڈی کے راستہ پر گئے جہاں سے اب سری نگر روڈ گذرتی ہے۔ بجگہ بارہ مولہ کے مقام سے واپس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اولیائے سری نگر کہتے ہیں، میں اسی جگہ رہوں، وہاں نہ جاؤں۔ اب میں اسی علاقہ میں رہوں گا۔

رحمت اللہ ولد برکت اللہ سکنہ لوہار گلی بتاتے ہیں کہ دو میل کے مقام پر جہاں اب پختہ آہنی پل ہے کسی زمانے میں یہاں کچا پل ہوا کرتا تھا۔ اور اکثر اوقات بھاری سامان کشتیوں کے ذریعے آر پار لے جایا کرتے تھے ایک آدھ کشتی اس پل سے گذرتا تھا اور گذرتے ہوئے دل میں خیال

marfat.com

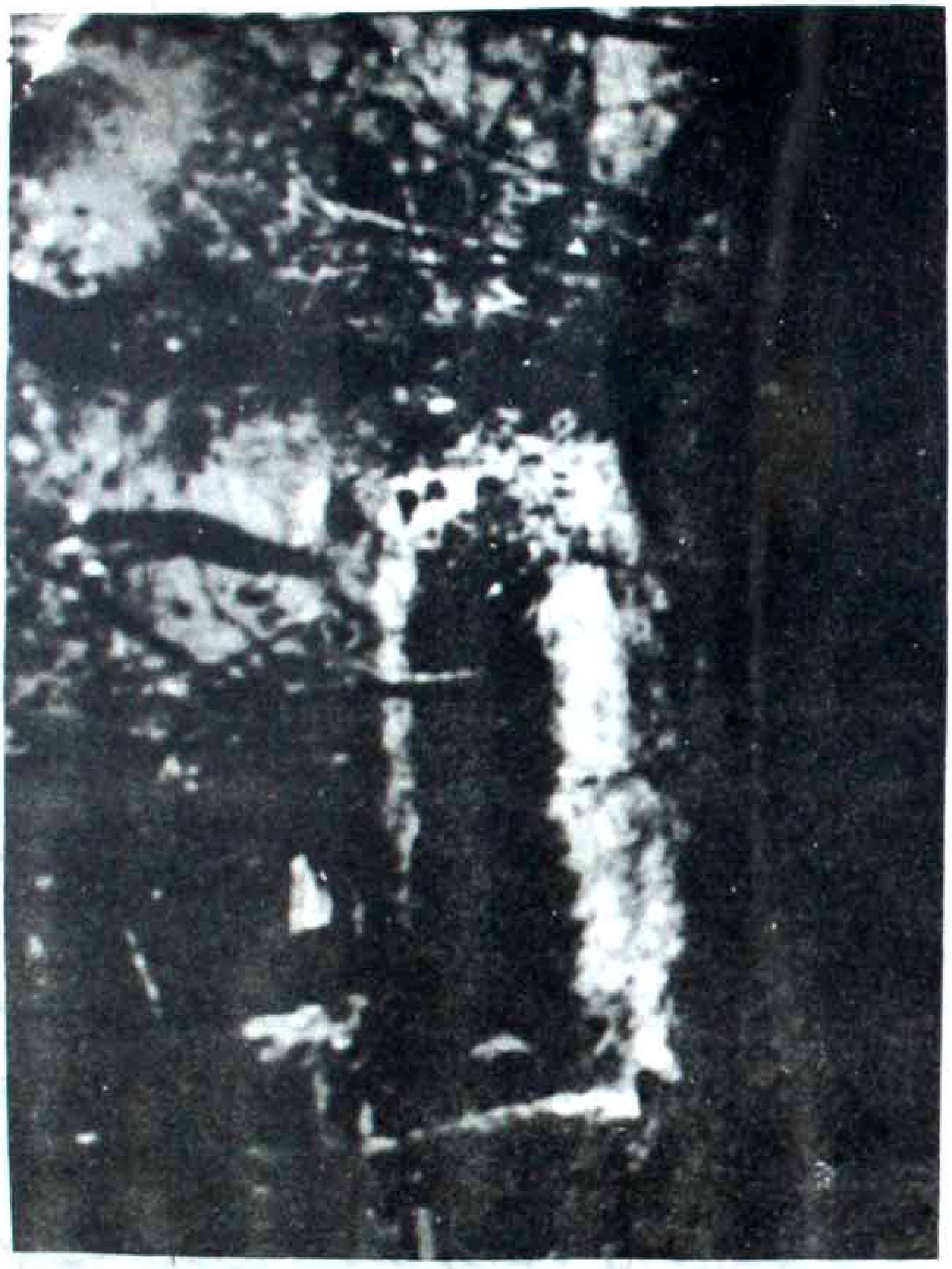

بلیٹھک سید سہیلی سرکار چکار مظفر آباد

marfatcom

کرتا تھا کہ میں اس فقیر کو کیا تحفہ پیش کروں کہ یہ خوش ہو کر میرے لئے دعا کرے اور میری مالی حالت سدھر جائے۔ ایک دن جب وہ اپنے گاؤں سے مزدوری کرنے چلا تو کچھ اچھی قسم کی ناشپاتیاں جیب میں لیتا آیا اور پختہ ارادہ کر لیا کہ آج یہ ناشپاتیاں دے کر دعا کے لئے عرض کروں گا۔ جونہی وہ آرہ کش سامنے ہوا، آپ نے بلند آواز سے فرمایا "دے آرڑیا تیری ناشپاتیاں کھا کے دعا کریئے"۔

آرہ کش نے فوراً ناشپاتیاں خدمت میں پیش کیں اور آپ نے فرمایا "جا اللہ تیری مالی حالت سدھار چھوڑسی"۔ کہتے ہیں کہ آرہ کش کو اللہ نے اس قدر برکت دی کہ آج اور کل اور وہ اپنے علاقہ کا امیر ترین فرد بن گیا۔

پیر سید کبیر شاہ صاحب سوہادی، سید محمد صدیق شاہ صاحب مرحوم افسر مال کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ کے کسی عقیدت مند سے (جو ان کا صحبت یافتہ بھی تھا) سنا کہ حضرت والا سے عقیدت مندوں نے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں کچھ وظائف بتائیں کیونکہ دوسرے پیر صاحبان اپنے مریدوں کو وظائف بتلاتے اور بیعت کرتے ہیں اگر آپ اپنی زبان مبارک سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی بتا دیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ عقیدت مندوں کی زبانی یہ مطالبہ سن کر حضرت اقدس کو رونا آ گیا۔ وہ خاصی دیر خاموش آنسو بہاتے رہے چند منٹ بعد جب جلال کی کیفیت طاری ہوئی اور آپ نے بلند آواز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ورد شروع کیا تو اس پورے علاقہ میں ایک عجیب سماں بندھ گیا۔ چاروں طرف سے پرندوں کے غولوں کے غول آ آ کر درختوں پر جمع ہو گئے۔ حاضرین نے دیکھا کہ جس کثرت سے پرندے آ رہے ہیں اسی کثرت سے حشرات الارض بھی آ رہے ہیں۔ حضرت والا زور زور

marfat.com

بسم اللہ شریف کا ورد کرتے ہیں اور یہ پرندے درختوں سے نیچے گر گر کر تڑپتے ہیں۔ چند لمحوں بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان جانداروں کو تکلیف ہوتی ہے اگر آپ کہیں تو میں وظیفہ پڑھنا بند کر دوں۔ یہ مہمان دور دور سے آئے ہیں۔ ان کو رخصت کرتا ہوں۔ جب آپ نے بسم اللہ کا ورد بند کیا تو پرندوں کو بھی قرار آگیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اے پرندو چلے جاؤ اپنے اپنے وطن کو۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ غول در غول پرندے اُڑ اڑ کر جانے لگے اور کیڑے مکوڑے بھی دیکھتے ہی دیکھتے اپنے اپنے بلوں میں گھسنے لگے۔

اس قسم کی ایک روایت علاقہ کھوڑی سے متعلق بھی ہے۔ کہتے ہیں کہ جن دنوں آپ حضرت پیر سید محمد علی شاہ صاحبؒ کے مزار مبارک کھوڑی کے متصل فروکش تھے لوگ جوق در جوق آپ کے دیدار کو آنے لگے۔ یہاں طوطے بہت ہوتے تھے اور یہ جنگل سے آکر لوگوں کے فصل اور پھل (فروٹ) کھا جاتے تھے۔ ایک دن طوطوں کا غول آکر پھل کھانے لگا تو لوگوں نے عرض کیا، حضرت دعا کریں، یہ طوطے ہمارا فصل اور پھل خراب نہ کریں۔

آپ نے طوطوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اڑیو طوطیو باز آجاؤ۔ کہتے ہیں کہ آپ کا اتنا ارشاد سن کر فوراً طوطے اڑ گئے اور پھر کبھی اس طرف کا رُخ نہ کیا۔

مظفر آباد کے قرب و جوار میں حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ کی اس طرح کی کرامات بے شمار ہیں۔ اور اگر اس قسم کی تمام باتیں جمع کی جائیں تو کئی دفتر مرتب ہو سکتے ہیں اور انہی کرامات کے سبب آپ کی شہرت دور دور پھیل گئی تھی اور کئی کئی میل کا سفر کر کے لوگ آپ کے حضور حاضری دیتے تھے اور آپ کسی حاجت مند کا سوال رد نہ فرماتے تھے۔ جس کی جو حاجت ہوتی تھی اسی کے مطابق اللہ کے حضور دعا فرماتے اور پھر حاجت مند کی وہ حاجت لمحوں میں پوری ہو جاتی تھی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو

marfat.com

بے اندازہ روحانی قوتوں سے اور اندرونی برکات سے نواز رکھا تھا اور ظاہر ہے کہ جو شخص تمام زندگی اللہ تعالےٰ کے لئے وقف کر دے تو اللہ تبارک وتعالےٰ غفور الرحیم ہے وہ اس کا ہو جاتا ہے جو اس کا ہو گیا۔ ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ۔

حضرت سید سائیں سہیلی سرکار کے بارے میں اس قسم کی کوئی روایت موجود نہیں کہ انہوں نے شادی بھی کی تھی یا نہیں۔ بلکہ جس قسم کی روایات مشہور ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ شروع سے ہی مجاہدوں، مراقبوں اور یادِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور خانگی زندگی کا کبھی تصور بھی نہیں کیا۔ جب ان پر جذب کی کیفیت طاری ہو گئی اور رہتے ہوتے وہ فنافی اللہ ہو گئے تو انہوں نے گھروں میں رہنا ترک کر دیا۔

مظفر آباد میں بھی وہ جتنا عرصہ بقیدِ حیات رہے انہوں نے نہ تو کسی کے گھر کے اندر رہنا پسند کیا اور نہ ہی سڑک کے کنارے اپنے لئے کوئی چھپر یا جھونپڑی تعمیر کرائی۔ بلکہ وہ تو اس بات کے مصداق تھے کہ "ہر ملک ما است کہ ملک خدائے ما است۔ گرمی ہو چاہے سردی، وہ عالمِ استغراق میں ایک ہی حالت میں رہتے تھے۔ ضلع ہزارہ میں ان سے جو نشست گاہیں منسوب ہیں ان میں نشست گاہ سلطان پور ایبٹ آباد، نشست گاہ ہری پور تکیہ بوہڑ والا، نشست گاہ ہری پور متصل فیکٹری، نشست گاہ ایبٹ آباد بالمقابل ہسپتال، نشست گاہ سلہڈاں، نشست گاہ نواں شہر، نشست گاہ مانسہرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اور اسی طرح حدودِ مظفر آباد میں بھی چند نشست گاہوں کی نشاندہی ہوتی ہے مگر ان مقامات پر ایسے آثار بالکل نہیں ملتے کہ انہوں نے کہیں کوئی جھونپڑی یا دیواری تیار کرائی ہو۔ بلکہ ان کا ڈیرہ کھلے آسمان تلے ہوتا تھا اور اسی حالت میں ان کی رحلت ہوئی۔

marfat.com

رحلت اور آخری آرام گاہ

برِصغیر پاک و ہند کو اللہ پاک نے یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ ان ممالک کے تمام بڑے شہروں میں نامور اولیاءُ اللہ کی آخری آرامگاہیں ہیں۔ ہندوستان کے بڑے شہروں کو دیکھئے تو دلی میں خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا مزار مبارک خیر و برکت کا مرکز ہے۔ اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ آسودۂ خاک ہیں۔ گلبرگہ حیدر آباد دکن میں حضرت بندہ نواز گیسو دراز ہیں۔ کلیر میں حضرت صابر ہیں۔ اور اسی طرح وہاں کے ہر بڑے شہر میں ایک کامل ولی کا آستانہ ہے اپنے پاک وطن میں دیکھئے تو لاہور میں حضرت داتا گنج بخشؒ سرتاج الاولیاءُ ہیں۔ کراچی میں حضرت سید محمد عبداللہ شاہ غازیؒ کا دربار عالیہ ہے۔ راولپنڈی اسلام آباد میں حضرت امام بری شاہ لطیفؒ امام الفقراءُ اور حضرت شاہ چن چراغ ہیں، مظفر آباد کے مقدر میں آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر کا دارالحکومت بنا تھا اور اس شہر کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت سید سائیں سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو مختص فرما دیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ آپ پہاڑوں جنگلوں اور بیابانوں میں ریاضت کرتے ہوئے آج سے تقریباً ایک صدی قبل اس گوشہ میں جلوہ نگن ہوئے۔ یہاں اپنی روحانی عظمت اور سطوت کے پھریرے اڑائے اور آج ان کے آستانہ عالیہ کو آزاد کشمیر میں مرکزی حیثیت حاصل ہے اور ہر روز آپ کے آستانہ پر عقیدت مند سینکڑوں میل سفر طے کر کے آپ کے دربار پر حاضری دیتے ہیں اور آپ کی برکت اور فیضان سے مظفر آباد کے اس شہر کو آزاد کشمیر کے دارالحکومت کا درجہ حاصل ہوا ہے۔

آپ اس قطعہ ارضی میں جہاں جہاں آج سے تقریباً ایک سو سال پہلے لشانہ ہی گھومتے رہے وہاں شاندار بنگلے اور باغیچے دکھائی دیتے ہیں جن راہوں سے آپ گذرتے رہے آج وہاں پختہ سڑکیں بن چکی ہیں اور یہ نقشہ جو آج ہماری نگاہوں کے سامنے ہے یہ آج سے سو سال پہلے ایک ولیٔ

کامل اور فقیر گدڑی پوش کا مرتب کردہ ہے جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پہاڑوں کی طرف بھیجا۔ اور جس کا نام ان پہاڑوں، دیواروں اور کوہساروں کے بچے بچے کی زبان پر ہے۔

سن ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ جب آپ کی رحلت ہوئی آپ بالکل اسی جگہ فروکش تھے جہاں موجودہ وقت آپ کا مزار مبارک ہے۔ سردیوں میں جب دھوپ نکلتی تھی تو آپ سڑک کے کنارے بالکل اس مقام پر تشریف رکھتے تھے جہاں اب اس مزار مبارک کا بڑا گیٹ ہے اور عموماً اس جگہ بیٹھے رہتے تھے جہاں اب آپ کا مقبرہ ہے۔

راجہ علی عمر سکنہ جمکو قلبی بتاتے ہیں کہ ان کا قد میانہ تھا جسم نہ بھاری اور نہ دبلا پتلا، چہرہ سرخ اور بارعب، سر کے بال اُلجھے ہوئے، لباس صرف تہہ بند تھا۔ وہ عموماً خاموش اور حالتِ استغراق میں رہتے تھے۔ کسی سے کچھ نہ مانگتے تھے۔ اور اگر از خود کوئی شخص ہدیہ پیش کرتا تو اٹھا کر کسی کے حوالے کر دیتے تھے۔ اور اسی وجہ سے بعض اوقات ان کے پاس لالچی ملنگ بھی بیٹھے رہتے تھے تاکہ انہیں کچھ نہ کچھ ملتا رہے۔

حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکارؒ کے کشف و کرامات کا چرچا مہاراجہ کشمیر پرتاپ سنگھ کے دربار تک بھی ہونے لگا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ بھیس بدل کر عام آدمی کے روپ میں مہاراجہ پرتاپ سنگھ بھی حضرت اقدس کے دربار میں حاضر ہوئے مگر آپ نے فوراً پکار کر کہا اڑیا پرتاپ سنگھا توں اپنا آپ لوکاں کولوں چھپا نا ہیں پر فقیراں کولوں کتھیں چھپیا رہ سکنا ایں۔ جب مہاراجہ نے یہ فقرے فقیر خدا مست کی زبانی سنے تو بے حد متاثر ہوا۔ اس نے اپنے حق میں دعا کرائی اور وعدہ کیا کہ آپ کے حج کے لئے چناری کے جنگل

سے لکڑی ہمیشہ ملتی رہے گی اور فی الواقع اس زمانے سے لے کر غالباً ۱۹۶۰ء تک چناری کے جنگل سے اس دربار کے رنج کے لئے لکڑی مفت آتی رہی۔ کہا جاتا ہے کہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ نے آپ کے حضور نذرانہ کے طور پر اشرفیاں پیش کیں مگر آپ نے اشرفیاں واپس کرتے ہوئے فرمایا اپنی ریاست کے جنگل سے فقیر کے رنج کے لئے لکڑیاں بھیج دینا۔ اور مہاراجہ پرتاپ سنگھ نے سرکاری حکم جاری کیا کہ لکڑی مفت دی جایا کرے اور برسوں لکڑی ملتی رہی مگر یہ روایت عام نہیں ہے البتہ کچھ حضرات یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکارؒ کی رحلت ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ ہوئی۔ رحلت سے ایک روز پہلے بے حد خوش تھے اور اپنے عقیدت مندوں سے کہہ دیا تھا کہ بس اب چل چلاؤ ہے۔ مگر یہ بات عقیدت مندوں کی سمجھ میں نہیں آئی۔ انہوں نے غسل کر کے خوشبو لگائی۔ شام کو معمولی بخار ہوا، دوسرے دن رحلت فرما گئے اور آپ کے عقیدت مندوں نے آپ کی آخری آرامگاہ اسی نالے کے کنارے بنائی جہاں آپ رات دن بیٹھے رہتے تھے۔

ابتدا میں یہ جگہ صاف تھی۔ البتہ بالائی حصہ میں اور نالے کے قرب وجوار میں چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں تھیں۔ مگر جب آپ یہاں آسودۂ خاک ہوئے تو عقیدت مندوں نے یہاں درخت لگا دیئے اور جب یہ درخت بڑے ہوئے تو اس جگہ کی رونق دوبالا ہو گئی اور یہاں کی فضا میں روحانی کیف وسرور رچ بس گیا جو اب تک قائم ہے۔

حلقۂ ارادت

ابتدائی دور میں حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکارؒ کا حلقۂ ارادت ہری پور میں قائم ہوا کیونکہ آپ وہاں بوہڑ والا تکیہ کے مقام پر چند ماہ قیام پذیر رہے اور وہاں

marfat.com

آپ کی ذات گرامی سے ایسی ایسی کرامات ظاہر ہوئیں کہ لوگوں میں آپ کا چرچا ہونے لگا۔ اس کے بعد جب آپ حویلیاں کی بڑی سڑک کے کنارے محوِ عبادت ہوئے تو یہاں بھی عقیدت مندوں کا حلقہ قائم ہوگیا۔ وہاں سے جب نواں شہر اور خاص ایبٹ آباد میں فروکش ہوئے تو یہاں بھی لوگ کثرت سے حاضری دینے لگے اور یہاں بھی آپ سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔
اس کے بعد جب آپ نے مانسہرہ میں قیام فرمایا تو یہاں نئے عقیدت مند تو حاضری دیتے ہی رہتے تھے۔ مگر ہری پور، حویلیاں اور ایبٹ آباد کے عقیدت مند بھی حاضری دینے لگے اور اس طرح ایک دو سال کے اندر اندر آپ کے کشف و کرامات کا شہرہ پورے ضلع ہزارہ میں ہونے لگا اور ان تمام دور دراز مقامات سے لوگ جوق در جوق آنے لگے جو ضلع ہزارہ اور صوبہ سرحد میں شامل تھے۔ مانسہرہ کی روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں کے دورانِ قیام مختلف دیہات سے ہر روز ہزاروں عقیدت مند آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے تھے اور یہاں قبیلوں کے قبیلے آپ کے عقیدت مند تھے۔
جب آپ مانسہرہ سے اٹھ کر مظفر آباد تشریف لائے تو ضلع ہزارہ اور صوبہ سرحد کے مختلف مقامات سے بدستور لوگ پیدل چل کر حاضری دیتے رہے۔ مظفر آباد میں جتنا عرصہ آپ بقیدِ حیات رہے مظفر آباد کے علاوہ پونچھ اور وادئ کشمیر تک آپ کی روحانی قوت کا چرچا اور تذکرہ ہونے لگا اور بڑے بڑے ذی وقار، صاحب اقتدار لوگ آپ کے پاس حاضری دینے لگے اور آپ کی رحلت تک آپ کا نامِ گرامی ایک درخشندہ آفتاب کی طرح چمکنے لگا اور جوں جوں وقت گذرتا جاتا ہے اس کی چمک اور ضوفشانی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور موجودہ وقت تو آزاد کشمیر اور ضلع ہزارہ کے علاوہ پاکستان کے ہر حصے سے عقیدت مند آپ کے آستانۂ خیر و برکت پر حاضری دینے کے لئے آتے ہیں اور یقیناً یہ سلسلہ تا ابد جاری رہے گا۔

marfat.com

محکمہ اوقاف آزاد کشمیر کے زیر نگرانی

۱۹۰۰ء کے قریب جب حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکارؒ اس دارِ فانی سے رخت سفر باندھ کر چلے تو ان کے پاس چند ملنگ رہتے تھے جنہوں نے اس عارف ربانی اور غوث وقت کے آستانہ مبارک کو اپنی آمدنی کا ذریعہ بنا لیا چونکہ قرب وجوار کے لوگ ہر وقت ان ملنگوں کو انہی کے پاس دیکھتے رہتے تھے۔ اس وجہ سے کسی نے تعارضانہ کہا اور انہوں نے اپنے آپ کو اس مزار مقدس کا متولی اور اپنے آپ کو حضرت اقدس کا رشتہ دار یک جدی ظاہر کر کے ۷۰ سال تک اپنے قبضہ کو برقرار رکھا تا آنکہ مارچ ۱۹۷۰ء میں آزاد کشمیر کے محکمہ اوقاف نے وسیع تر قومی وملی اور دینی مفاد کے پیش نظر اس روحانی مرکز کو اپنی تحویل میں لے لیا۔

۱۹۰۰ء سے لے کر ۱۹۷۰ء تک اس دربار عالیہ میں کیا ہوتا رہا اور اس کے متولی کس طرح دولت سمیٹ کر اپنے خاندان کی پرورش کرتے رہے اس داستان سے قطع نظر یہاں چرسی ملنگوں نے ایسا ادھم مچا رکھا تھا کہ چرس کی بدبو سے زائرین پریشان ہو جاتے تھے۔ جب اس دربار عالیہ کی نگرانی محکمہ اوقاف نے سنبھالی تو اس قسم کے تمام فتنہ آوردں کو مزار کی حدود سے بھگا یا گیا تھا کہ یہاں کی فضا پاک وصاف ہو سکے۔

محکمہ اوقاف آزاد کشمیر نے پہلی کوشش یہ کی کہ اس روحانی مرکز کی عظمت کو بحال کرتے ہوئے غیر شرعی حرکات کرنے والے لوگوں کو خارج کیا اور یہ طے کیا کہ اس دربار مقدس کی آمدن فلاح عامہ، اشاعت دین اور ملی مقاصد کے لئے صرف کی جائے۔ اسی جذبہ کے تحت یہاں ایک زنانہ صنعتی سکول اور دینی درسگاہ قائم کرائی گئی ہے۔ دینی درسگاہ میں نادار اور یتیم بچے قرآنی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور زنانہ صنعتی سکول

marfat.com

میں قوم کی بچیاں کڑھائی، بنائی اور سلائی کا کام سیکھتی ہیں۔

۱۹۰۰ء سے لے کر ۱۹۷۰ء تک متولیوں نے یہاں معمولی تعمیرات کرائی تھیں۔ مزار مبارک بھی بہت معمولی درجہ کا ہے اور ساتھ لنگر خانے، مسافر خانے اور مسجد بھی ایک لحاظ سے ناپختہ ہے۔

محکمہ اوقاف آزاد کشمیر نے اس دربار عالیہ کی عظمت کو دوبالا کرنے کے لئے ایک وسیع تعمیراتی منصوبہ تیار کیا ہے تاکہ اس عظیم روحانی مرکز کی شان و شوکت کو دوبالا کیا جا سکے۔ اس عظیم تعمیراتی منصوبے میں حضرت آدمی کا شایانِ شان مزار مبارک، مسجد شریف، مسافر خانے زنانہ و مردانہ، غسل خانے، لنگر خانہ، دوکانات اور جامعہ تجوید القرآن کی عمارت شامل ہے۔ اس سارے منصوبے پر مرحلہ وار کام ہوگا پہلے مرحلہ پر محکمہ اوقاف ۵۰ء۱ ملین روپیہ خرچ کرے گا۔ اور اس مرحلہ پر دوکانات، مسجد شریف اور چند دیگر عمارات مکمل ہوں گی۔ یہ تعمیراتی مرحلہ دو سال میں طے ہوگا اور اس کے بعد دوسرے مرحلہ پر اس سارے منصوبہ کی تکمیل ہو جائے گی فی الحال جامعہ تجوید القرآن کی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور زنانہ صنعتی سکول اور دری فیکٹری وغیرہ مصنوعات کے لئے ایک شوروم بھی مکمل ہو چکا ہے اور دیگر تعمیرات کے لئے صدر آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر نے بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۸۲ء کو سنگِ بنیاد رکھا ہے تاکہ اس روحانی گوشہ کی رونق کو دوبالا کرنے کے لئے یہاں خوبصورت عمارات کا سلسلہ شروع کرایا جا سکے۔

عُرس مبارک

حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکارؒ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۱۳ جنوری کو شروع ہوتا ہے اور ۲۰ جنوری تک بڑے تزک و احتشام سے جاری رہتا ہے۔ یوں تو آزاد کشمیر اور پاکستان کے گوشے گوشے سے عقیدت مند اس تقریب مبارک میں حاضری

marfat.com

دیتے ہیں۔ مگر ان میں بہت زیادہ تعداد ضلع ہزارہ کے عقیدت مندوں کی ہوتی ہے اور اس ضلع سے شاید ہی کوئی قصبہ یا گاؤں ایسا ہو کہ جہاں کا عقیدت مند بر وقت حاضر نہ ہو سکے۔ اور اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ حضرت اقدس کی زندگی کا بیشتر حصّہ ضلع ہزارہ میں مختلف مضافات میں بسر ہوا اور آپ کے کشف و کرامات بھی زیادہ تر ضلع ہزارہ میں مشہور ہوئے۔

ضلع ہزارہ بالخصوص مانسہرہ میں آپ کے عقیدت مندوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، جونہی عرس مبارک کی تاریخ نزدیک آتی جاتی ہے اس علاقہ کے عقیدت مند جوق در جوق آنے شروع ہو جاتے ہیں اور ۱۵ ارجنوری تک دربار عالیہ حضرت سید سائیں سہیلی سرکارؒ کے قرب و جوار میں ایک نیا شہر آباد ہو جاتا ہے۔ دوکاندار ہر طرح کے سٹال اور دکانیں لگاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غیبی طاقت مخلوقِ خدا کو یہاں کھینچ کر لاتی ہے۔ جب سے یہ مزار مبارک محکمہ اوقاف آزاد کشمیر نے اپنی نگرانی میں لیا ہے یہاں کسی قسم کی خلاف شرع بات نہیں ہوتی۔

مزار مقدس کی حدود میں چرس، بھنگ، شراب اور ہر قسم کے نشہ پر سخت پابندی ہے۔ محکمہ کی طرف سے ہر سال عرس مبارک کے موقع پر پاکستان اور آزاد کشمیر سے جید علماءؒ اور نعت خوان بلائے جاتے ہیں۔ مجلس قرآن خوانی اور وعظ کا اہتمام خاص طور پر کیا جاتا ہے اور نعت خوان حضرات اپنا ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ محکمہ اوقاف نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ مزار مقدس کے تقدس کو برقرار رکھا جائے۔ اس وجہ سے عرس کے دوران محکمہ اوقاف کے تمام چھوٹے بڑے ملازم بے حد مصروف رہتے ہیں تا کہ کسی عقیدت مند کو کوئی شکایت نہ ہو۔ ابتدائی دور میں جو جو قباحتیں رائج تھیں اب ان کا کلیتاً خاتمہ ہو چکا ہے اور اب عرس مبارک کے دوران ہر طرف سے قرآن خوانی اور نعت و حمد کی پاکیزہ صدائیں زائرین کے ایمان تازہ کرتی ہیں۔

marfat.com

یہ قطعۂ ارض جو تاریخ کے لاکھوں نشیب و فراز دیکھ کر سنہ ۱۹۱۱ء کی حدود میں داخل ہوا تھا حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکارؒ کے مبارک قدموں کے باعث بارونق بن گیا اور جب آپ نے اس جہاں ناپائیدار سے رحلت فرما کر اس خاک میں آسودگی اختیار کی تو یہ قطعۂ ارض ایک روحانی مرکز کی حیثیت اختیار کر گیا اور اب ہر طرف سے یہی صدا آتی ہے۔

تیرا وسلا رہوے دربار سائیں سہیلی سرکار (رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت سید سہیلی سرکار کا سکھ عقیدت مند

جموں سے حضرت سید سہیلی سرکار کے ایک سکھ عقیدت مند ہربنس سنگھ رینہ نے ہمیں سہیلی سرکارؒ کی سوانحعمری پڑھ کر خط لکھا ہے۔ یہ خط من وعن پیش کیا جاتا ہے تاکہ قارئین کو اندازہ ہو سکے کہ حضرت اقدس کے عقیدت مند صرف مسلمان ہی نہیں تھے بلکہ ان کی ذات گرامی سے ہندو اور سکھوں کو بھی فیض پہنچا ہے۔ خط درج ذیل ہے ملاحظہ فرمائیے:۔

از مقام جموں و کشمیر۔ جموں توی

ہربنس سنگھ رینہ جموں

محترم سید محمود آزاد صاحب۔ ست سری اکال۔ واہیگورو کرے کہ ایک دن ہندوستان و پاکستان کے عوام ایک ہو جائیں اور آپسی بھائی چارہ مضبوط ہو جائے۔ خدا کی مرضی ہے۔ آپ کی ایک کتاب "انوار الاولیا" حیات حضرت سید سہیلی سرکار ہمارے تک جموں پہنچی ہے۔ یہ کتاب پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ہماری طرح وہاں بھی سخی سہیلیؒ کے عقیدت مند ہیں۔ آپ نے اداریہ میں لکھا ہے جس خاندان کا تعلق بابا سائیں سہیلی سرکارؒ سے ہے۔ وہ ذکر ہم ہم آپ تک پہنچائیں تاکہ ایک ولی کے شایان شان سوانح عمری مرتب ہو سکے۔ حالات جو ہمارے بزرگوں نے سنائے ہیں وہ آپ تک بڑے فخر سے

marfat.com

بذریعہ چٹھی ارسال کر رہے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ آئندہ جو بھی ایڈیشن نکلے اس میں یہ حالات درج ہوں۔ اور ایک جلد ہم تک پہنچانے کی زحمت گوارہ کریں۔ بابا سائیں سہیلیؒ کی شان عوام تک پہنچا کر ہم بھی اپنی طرف سے عقیدت کے پھول ایک ولی کے چرنوں میں بھینٹ کر سکیں۔ ہم لوگ ۱۹۴۷ء کے وقت مظفرآباد ضلع اور تحصیل اوڑی گاؤں چکوٹھی۔ چناری سے تھوڑے فاصلہ بطرف اوڑی کے رہنے والے تھے۔ آپ کی اشاعت کے مطابق جب سخی سائیں سہیلیؒ بارمولہ سے کشمیر کے ولیوں کے اصرار پر واپس مظفرآباد کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ہمارے گاؤں چکوٹھی کے بازار میں ایک دن رکے۔ کہتے ہیں کہ ولی صاحب الف ننگے رہتے تھے۔ جب آپ بازار میں ننگے گھومتے تھے کچھ لوگوں سے ان کی یہ حرکت برداشت نہ ہو سکی۔ چکوٹھی میں ایک سردار دکاندار تھا جس کا نام سادھو سنگھ تھا۔ اس نے طیش میں آکر سائیں جی کو تھپیڑ مارے۔ سخی سائیں بابا غصے میں آگئے اور اس کو سراپ دیا، جا تیرا کُکھ نہ رہے۔ ان کا سراپ اتنا سچ ثابت ہوا کہ آج اس کا ککھ بھی نہیں ہے۔ سادھو سنگھ بھی نہیں رہا۔ جب سادھو سنگھ نے باباجی کو تھپیڑ مارے تو میرے داداجی جن کا نام پرتاپ سنگھ تھا وہ بازار میں موجود تھے۔ ان کو سادھو سنگھ کی یہ حرکت اچھی نہ لگی اور انہوں نے سادھو سنگھ کو بہت لعنت ڈالی۔ اور خود بابا جی کا غصہ ٹھنڈا کرنے لگے۔ باباجی اتنے غصے میں تھے کہ وہ گالیاں نکالتے ہوئے مظفرآباد کی طرف پیدل چل پڑے۔ ہمارے داداجی بھی اُن کے پیچھے ہو لیئے۔ جب تھوڑے دُور گئے تو باباجی نے مڑ کر دیکھا تو سائیں بابا میرے داداجی کو گالیاں دینے لگے اور واپس جانے کو کہا۔ میرے داداجی واپس ہو گئے۔ اور سائیں بابا اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔ باباجی جب تھوڑے دور ہوئے تو ہمارے داداجی پھر ان کے

marfat.com

پیچھے چل پڑے۔ دوبارہ باباجی نے مڑ کر دیکھا کہ داداجی ان کے پیچھے آ رہے ہیں تو انہوں نے پھر گالیاں دینی شروع کر دیں۔ واپس جانے کا حکم دیا۔ باباجی پھر چل پڑے۔ میرے داداجی نے پھر وہی حرکت کی۔ باباجی تیسری دفعہ پھر رُکے اور غصہ میں آ گئے اور ایک تنکا اٹھا کر داداجی کو دیا۔ اور گالیوں کی بوچھاڑ میں کہا کہ اب تو چلا جا۔ ہمارے دادا جی نے کہا مہاراج یہ تو ایک ککھ ہے۔ باباجی مزید غصہ میں آ گئے اور گالیاں نکالتے ہوئے کہا یہ ککھ نہیں" لکھ" ہے۔ ہمارے داداجی لکھ لے کر بڑی عزت سے چکوکٹھی چلے آئے۔ سائیں باباجی کے ککھ کو داداجی نے لکڑی کے ایک ڈبہ میں رکھ دیا۔ بڑے دن کو ککھ کی پوجا کرتے تھے اور دھوپ جلاتے تھے۔ ہمارے داداجی کے پاس ککھ آنے کے بعد" لکھ" ثابت ہوا۔ ککھ والی ڈبیہ کو داداجی نے اپنے ہاتھ سے ایک لٹیا بنا کر ڈھانپ کر رکھتے تھے۔ نمبرداری ملی۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ کی طرف سے جاگیر ملی۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ اور میرے داداجی کی اتنی دوستی ہو گئی کہ میرے داداجی پرتاپ سنگھ کے ساتھ گدی نشین ہو گئے۔ سخی سائیں بابا کی کراماتی باتیں میرے داداجی نے مہاراجہ پرتاپ سنگھ تک پہنچا دیں۔ اور مہاراجہ پرتاپ سنگھ کو سائیں بابا کے درشنوں کے لئے کہا۔ میرے داداجی اور مہاراجہ پرتاپ سنگھ اکٹھے درشنوں کے لئے گئے۔ اس کے بعد کبھی جب میرے داداجی کو مظفرآباد جانے کا موقع ملتا تو سائیں بابا کے درشن کرتے۔ اور کئی کئی دن وہاں رُکتے۔ یہ سلسلہ انہوں نے اپنی زندگی تک جاری رکھا۔ وہ ککھ ہمارے چاچاجی نے گھر سے چُرا کر اپنے سُسر کو دے دیا۔ آج میرے چاچا کا سالا ان پڑھ ہو کر بھی پنچائیتوں کا چیئرمین ہے۔ اچھا کھاتا پیتا گھرانہ بن گیا جبکہ ۱۹۴۷ء میں ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ جب بھی سائیں بابا کی آرام گاہ کو مزید اچھا بنائیں تو

marfat.com

ہمیں لکھیں تاکہ ہم بھی اپنے بابا کے دیئے ہوئے خزانہ میں سے کچھ نہ کچھ نذرانہ بھینٹ کر سکیں۔ ایک خواہش ہے کہ ایک دفعہ ہم بھی سائیں بابا کی زیارت کر سکیں۔ آپ ہماری مدد کسی نہ کسی طریقے سے ضرور کرنا۔ آگے خدا کی مرضی وہ کیا چاہتا ہے۔ آپ کوشش کریں تاکہ ایک قانون بن جائے اور ہم بھی سائیں بابا کی زیارت آسانی سے کر سکیں۔ اور انتظامیہ سے مل کر اس کے بارے میں ہمیں ضرور لکھنا چٹھی کا جواب ضرور دینا آپ کی جوابی چٹھی سے ہمارا حوصلہ بلند رہیگا شکریہ

راقم۔ سردار ہربنس سنگھ رینہ نانک نگر سیکٹر نمبر ۲ جموں و کشمیر (جموں) (بھارت) پوتہ نمبردار پرتاپ سنگھ چکوٹھی ضلع مظفرآباد تحصیل اوڑی۔

marfat.com

عرس کے موقع پر دربار عالیہ سہیلی سرکار پر عقیدتمندوں اور
زائرین کی حاضری

marfatcom

صدر آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر سہیلی سرکار کا میلکیں
کا افتتاح کر رہے ہیں

marfatcom

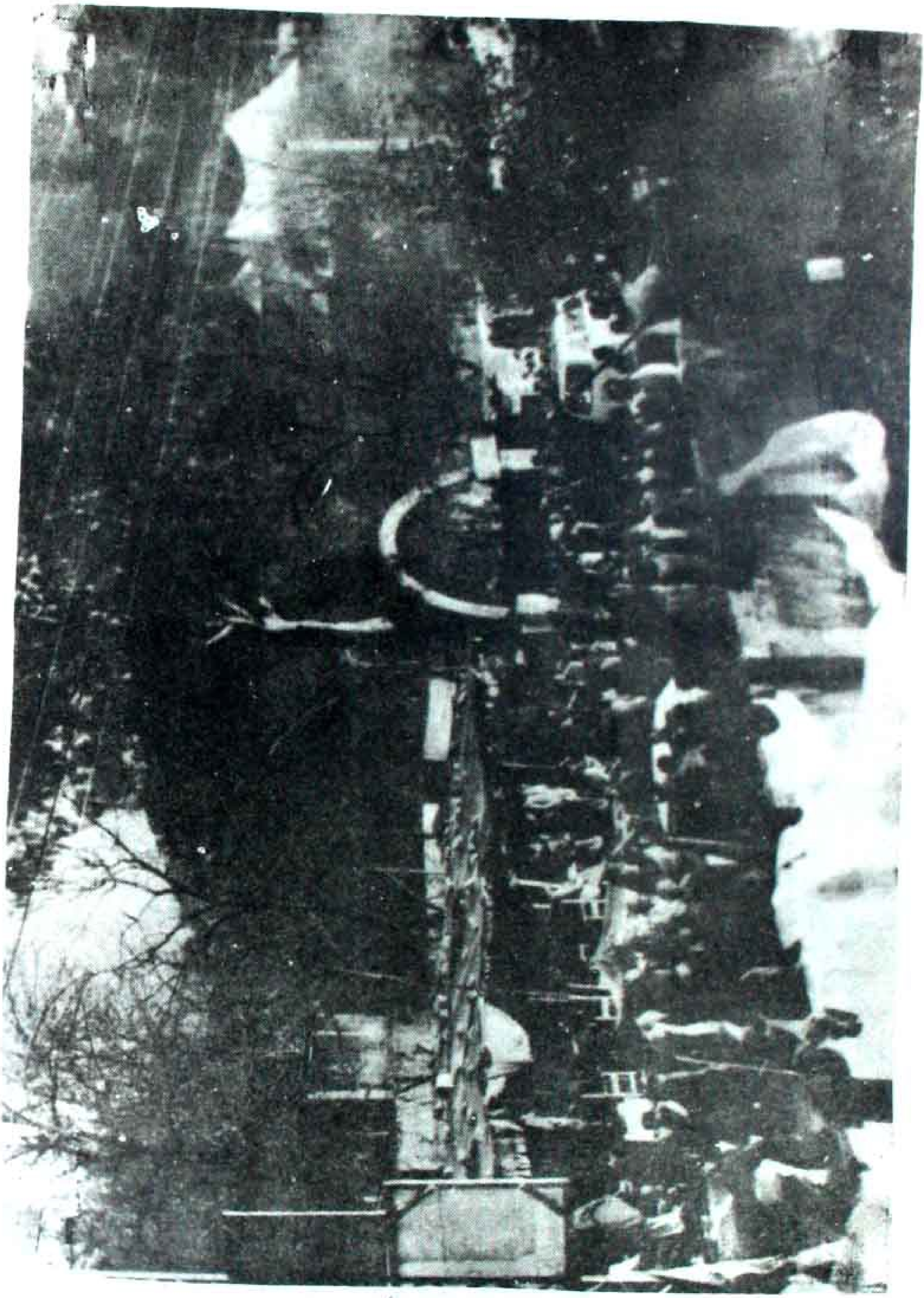

عرس شریف میں زائرین کی حاضری منظر

marfatcom

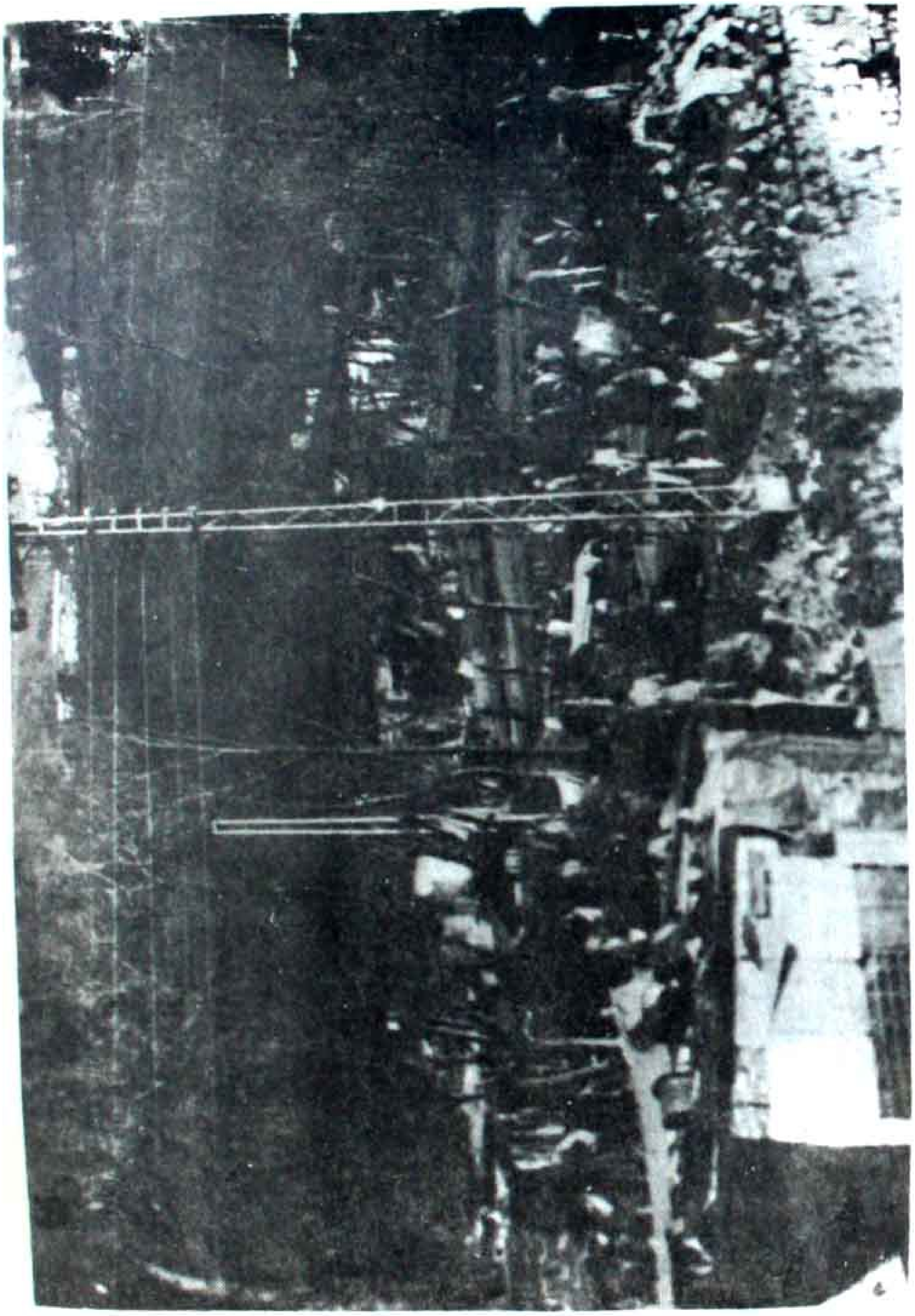

سہیلی سرکار کے عرس کا ایک منظر

marfatcom

marfat.com